انسان کی پرسنل لائف (personallife) اور پرائیویسی (privacy) کے اسلامی تصور (Islamicconcept) پر مشتمل بہترین کتاب

ISLAMIC QUERIES

پرائیویسی اور اسلام

PRIVACY AND ISLAM

جمع وترتیب:

حضرت علامہ مولانا
مفتی خالد تسنیم المدنی
ابو حنظلہ
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

انسان کی پرسنل لائف (personallife) اور پرائیویسی (privacy) کے اسلامی
تصور (Islamicconcept) پر مشتمل بہترین کتاب

پرائیویسی اور
اسلام

PRIVACY
AND ISLAM

جمع و ترتیب:

حضرت علامہ مولانا
مفتی ابو حنظلہ خالد تسنیم المدنی
غفر اللہ ذنبہ الخفی والجلی

انسان کی پرسنل لائف (personal life) اور پرائیویسی (privacy) کے اسلامی تصور (Islamic concept) پر مشتمل بہترین کتاب

پرائیویسی (Privacy)

اور اسلام

خالد تسنیم مدنی

(غفر اللہُ الباري ذنبَه الخفي و الجلي)

+447429436326

مکتبہ صوت القلم

فہرست

تعارف	**9**
ہر اِک انسان کی privacy کا نگہباں ہے اسلام	10
کچھ مؤلف کے بارے	12
پیشِ لفظ	**16**
انتساب	**18**
پرائیویسی (privacy) قرآن کی روشنی میں	**19**
شانِ نزول:	19
بدگمانی اور پرائیویسی (privacy)	20
گمان کی اَقسام	21
گمان کب گناہ ہوتا ہے	21
گمان کا شرعی حکم	21
بدگمانی کی مذمت اور اچھا گمان رکھنے کی ترغیب	22
بدگمانی کے دینی نقصانات	23
بدگمانی کے دُنیوی نقصانات	23
بدگمانی کا علاج	24
تجسس کی ممانعت اور	24
(Data privacy laws) ڈیٹا پرائیویسی لاء	24

مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت 25

عیب چھپانے کے فضائل 26

اپنے عیبوں کی اصلاح(Rectification) 26

انسان کی عزت وحرمت کی اہمیت 27

غیبت اور انفارمیشنل پرائیویسی 27

غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق احادیث 29

غیبت کیا چیز ہے؟ 29

غیبت زِنا سے بھی زیادہ سخت ہے 29

کاپر نیلز(copper nails) 29

بھائی کا گوشت 30

غیبت کی تعریف 30

غیبت کے شرعی مسائل 30

غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق شرعی مسائل 32

آیت مذکورہ اور اسلامی پرائیویسی چارٹر(privacy charter) 33

گھریلو پرائیویسی(domestic privacy) 33

شانِ نزول: 34

اجازت طلب کرنا: اسلامی پرائیویسی کا پہلا اصول 34

”حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا“ کی گہری معنویت 35

privacy کے ساتھ dignity کا تحفظ 35

قرآنی پیغام ماڈرن دور کے نام	36
گھریلو پرائیویسی (privacy) اور خاندانی نظام	36
(privacy law) اسلامی تہذیب اور پرائیویسی لاء	37
دوسروں کے گھر جانے سے متعلق شرعی احکام	37
اسلام میں پرائیویسی (privacy) کی جامع تعبیر	**38**
نگاہ اور پرائیویسی (Privacy)	**39**
"یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِ ھِمْ" کی جدید تفسیر	39
پرائیویسی کے تحفظ کا پہلا دروازہ نظر کی پاکیزگی	40
"وَیَحْفَظُوا فُرُوجَھُمْ" اور ذاتی حدود کا تحفظ	40
ماڈرن سوسائٹی (Modern society) میں آیت کی عملی تطبیق	41
نظر کی حفاظت پر احادیث	**42**
1)...راستوں میں بیٹھنے سے بچو	42
(2)...ستر نہ دیکھو	42
(3)...پہلی نظر جائز ہے	42
(4)...نظر فجاہ	43
پرائیویسی (privacy) حدیث کی روشنی میں	**44**
گھر میں جھانکنا	44
پیغام حدیث	45
پیکنگ (peeking) اور پرائیویسی	45

احادیثِ مذکورہ کا معنی و مفہوم محدثین کی نظر میں 46
آنکھ پھوڑنے کے متعلق اہم مسئلہ 47
پیغام حدیث 48
اجازت لینے کا پرپس (purpose) 49
پیغام حدیث 49
عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ کا نظریہ پرائیویسی 50
(privacy) اور پرائیویسی (permission) پرمیشن 50
اپنے ہی گھر میں پرائیویسی کا اہتمام 50
قیامت والے دن پرائیویسی کا اہتمام 52
چغلی اور پرائیویسی 52
چغلی کسے کہتے ہیں؟ 53
عیب چھپانا 54
پیغام حدیث 54
پردہ پوشی کی فضیلت 55
قِیامت کے روز عیب پوشی 55
بیوی کے سیکریٹ (Secret) ظاہر نہ کرنا 56
صدیق اکبر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ اور پرائیویسی (Privacy) 57
فاطمہ زہرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہا اور پرائیویسی (Privacy) 58

رازداری کی اہمیت 59
حضرت انس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور پرائیویسی (Privacy) 60
خالد تسنیم مدنی کی دیگر تالیفات 62

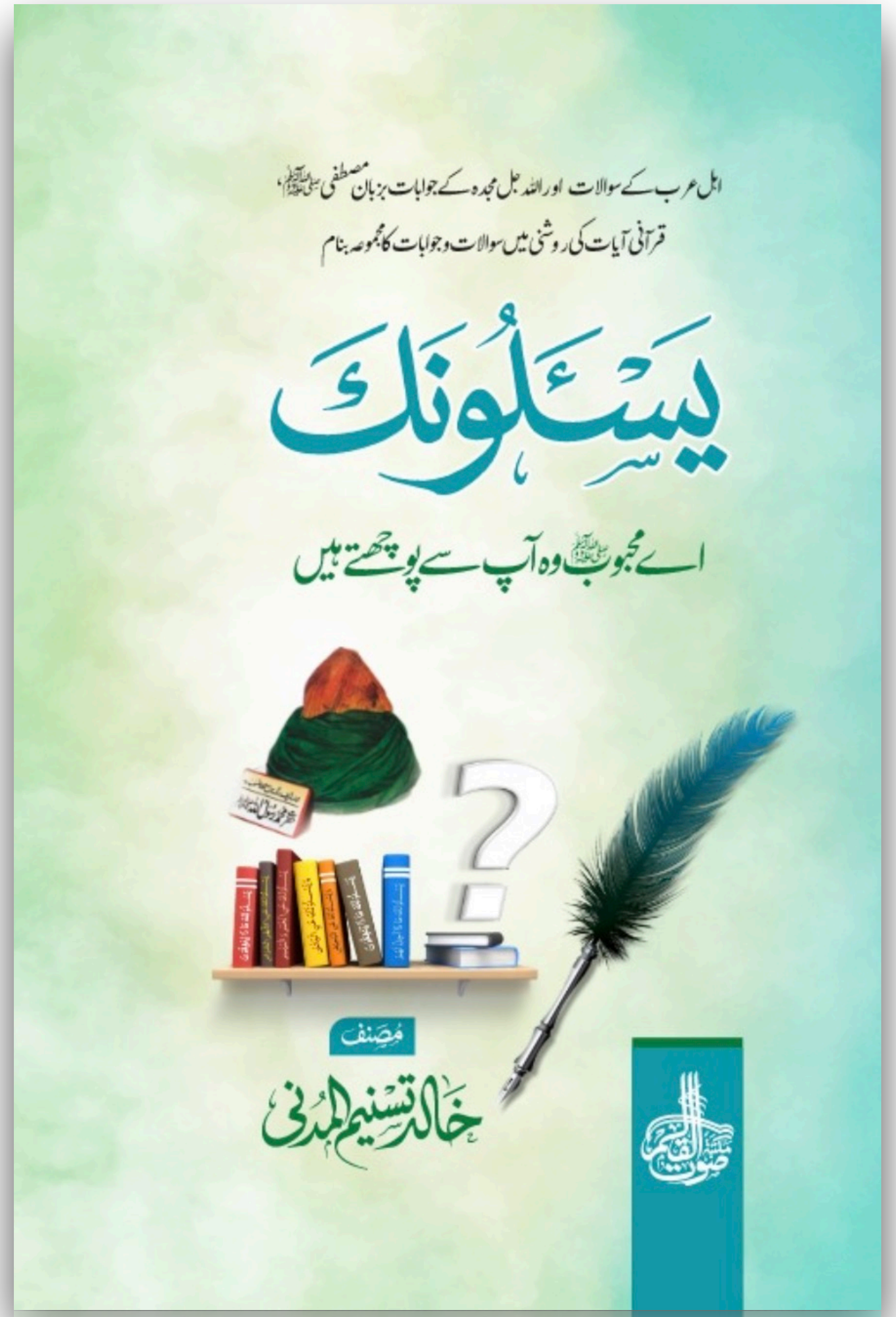

تعارف

کتاب کا نام: **پرائیویسی اور اسلام**

عنوان/موضوع: اصلاح معاشرہ

جمع و ترتیب: خالد تسنیم مدنی (غفراللہُ الباري ذنبہَ الخفي و الجلي)

پروف ریڈنگ: حافظ ارشد القادری (سلمہ الباري)

صفحات: 60

اشاعت اول: May,2026

پبلشر: مکتبہ صوت القلم

For feedback and suggestions please contact

+447429436326

ھراِک انسان کی privacy کا نگھبان ھے اسلام

ہراِک انسان کی privacy کا نگہباں ہے اسلام
ادب، پردہ، حیا، عزت کا درخشاں ہے اسلام

نہ personal life پہ حملہ، نہ تجسس کی اجازت
بغیر اِذن اس پہ چپ رہنے کا فرماں ہے اسلام

کسی کی chat، کسی کی call، کسی کی hidden story
ہر راز کی حفاظت کا ہمیشہ پاسباں ہے اسلام

﴿وَلَا تَجَسَّسُوا﴾ یہی قرآن کا حکم، یہی تعلیمِ رسالت ﷺ
چھپائے عیب جو لوگوں کے، وہ ایماں ہے اسلام

نہ social media پہ اچھالے کسی کے عیب کو کوئی
گناہوں پر بھی پردہ ڈالنے کا درماں ہے اسلام

نگاہوں کو بھی پاکیزہ رکھے، لفظوں کو بھی مہذب
دلوں کو نور سے بھر دینے کا امکاں ہے اسلام

گھروں کی چار دیواری ہو یا لوگوں کی تنہائی
ہر اِک پرائیویسی کی حرمت کا نگہباں ہے اسلام

زمانہ چاہے digital ہو یا modern communication کا
ہر عہد میں فطرت کا بہترین ترجماں ہے اسلام

تسنیم آپنے قلم سے اقرار کرتا ہے اس حقیقت کا
انسانیت کی عزت کا اصل محافظ ہاں ہے اسلام

کچھ مؤلف کے بارے

حضرت علامہ ابو حنظلہ خالد تسنیم مدنی پاکستان کے صوبہ پنجاب کے شہر گجرات کے نواحی ایک قصبے میں پیدا ہوئے۔ابتدائی تعلیم گھر اور قصبہ کی مرکزی جامع مسجد سے حاصل کی درس نظامی کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز لاہور کی عظیم درسگاہ، جامعۃ المدینہ کاہنہ نو سے کیا اور وہی سے فراغت حاصل کی۔شوق و محنت اور اعلی ذہانت کی وجہ سے ان کا کلاس میں نمایاں علمی مقام تھا، بہت محنتی اور سلیقہ مند طالب علم تھے، سبق کو کلاس میں ہی اچھے سے سمجھ لیا کرتے اور کلاس کے بعد اپنے کلاس فیلوز کے ساتھ تعلیمی حلقوں میں ان کی مدد کرتے اور اپنا سبق رات کو جب سب سو جاتے تب دہرائی اور اگلے دن کے سبق کی تیاری و عربی شروحات کا مطالعہ کرتے، علمی ابحاث میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے اسی وجہ سے دوران طالب علمی اساتذہ کی خاص شفقتیں ان پر رہیں جن کی بدولت جامعہ کے ہونہار طالب علم کے طور پر ابھرے۔

درسی نظامی سے فراغت پر نہ صرف امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر پر دستار بندی فرمائی بلکہ ایک قلم بھی تحفۃ عنایت فرما کر گویا امت مسلمہ کی اصلاح کا کام قلم کے ذریعے کرنا بھی آپ کے سپرد فرمایا۔

آپ ذہین و فطین اور درسی اسباق پر مضبوط گرفت ہونے کی وجہ سے اساتذہ نے دوران طالب علمی ہی تدریس کا حکم دے دیا تھا پس 2008ء سے لے کر تادم تحریر (2026) آپ مسلسل درسِ نظامی کی مروجہ درسی کتب تدریس فرما رہے ہیں (پہلے اپنے مادری وطن پاکستان میں اور تاحال یوکے میں) دراصل موصوف دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم میں بھی یکسر نمایاں رہے اور دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ذاتی طور پر پنجاب یونیورسٹی (Punjab University) سے بھی تعلیمی سلسلہ جاری رکھا ہوئے تھے اسی لیے آپ ابتداءً تعلیمی سرگرمیوں کے سلسلے میں ہی لندن والتھم کالج (London Waltham College) تشریف لائے اور پھر ساتھ ہی اصلاح امت کے پیشِ نظر دین متین کی اشاعت و ترویج کے لیے یوکے (UK) میں اپنی دینی خدمات بصورت درس و تدریس، وعظ و تبلیغ سرانجام دیتے رہے اور تاحال یوکے (UK) ہی میں درسی کتب کی تدریس کا سلسلہ جاری ہے اور اب تو نہ فقط پاکستان میں بلکہ یوکے (UK) بھر

میں آپ کے برٹش اسٹوڈنٹس (British students) بھی عالم بن کر آگے علم کی شمع روشن کرتے ہوئے منصبِ تدریس پر فائز ہیں

آپ نے بیسیوں اساتذہ سے فیضِ اکتساب حاصل کیا ہے سب کے نام ذکر کرنا مشکل ہے البتہ آپ کے حدیث اور تخصص فی الفقہ کے چند اساتذہ کے نام مندرجہ ذیل ہیں

استاد العلماء، شیخ الحدیث علامہ غلام شبیر سعیدی (حفظہ اللہ القوی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، شارح ترمذی مفتی محمد ہاشم خان مدنی (سلمہ الغنی)

استاد العلماء، شیخ الحدیث، علامہ محمد عامر حمید مدنی (سلمہ الغنی)

جامع المعقول والمنقول، استاد العلماء، شیخ الحدیث، محمد خلیل مدنی (رحمہ اللہ)

استاد العلماء، رئیس دار الحدیث والافتاء، جامعۃ النور جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان، ڈاکٹر مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء دار العلوم حشمت رضا، مفتی عطاء محمد مشاہدی (عفی عنہ)

رئیس دار الافتاء فیضان شریعت، ابو اطہر مفتی محمد اظہر مدنی (سلمہ الغنی)

ویسے تو آپ اسلامک کویئرز (Islamic queries) کی شکل میں لوگوں کی علمی پیاس بصورت سوال وجواب بجھاتے ہی رہتے ہیں انتہائی مصروفیت کے باوجود آپ اپنی تالیفی خدمات کی صورت میں مندرجہ ذیل کتب ترتیب دے چکے ہیں

۱-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصیام) (اردو، انگلش)

۲-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الصدقات)

۳-ایام معدودات اور آپ کے سوالات (کتاب الزکاۃ)

۴-ماہ مواسات اور آپ کے سوالات کے جوابات (اردو، انگلش)

۵-سوشل میڈیا استعمال کرنے کے اسلامی آداب (اردو، انگلش)

٦-اسماء سور القرآن و وجوهها(قرآنی سورتوں کے نام رکھنے کی حکمتیں)

٧-الاسماء القرآنية ليوم القيامة(روز قیامت کے قرآنی نام)

٨-زبدة البيان في خلاصة سور القرآن(قرآنی سورتوں کے مضامین کا خلاصہ)

٩- سردی کا موسم اور ہم

١٠-ایک گناہ سترہ گواہ

١١-ہیومن رائٹس اور ہمارا اسلام(اردو، انگلش)

١٢-مسائل صراط الجنان(حصہ 1)

١٣-مسائل صراط الجنان(حصہ 2)

١٤-مسائل صراط الجنان(حصہ 3)

١٥-مسائل صراط الجنان(حصہ 4)

١٦-مسائل صراط الجنان(حصہ 5)

١٧-مسائل صراط الجنان(حصہ 6)

١٨-عقائدِ اہلسنت

١٩-گناہ دھونے والا صابن

٢٠-اوور سیز اور وقتِ قربانی(اردو انگلش)

٢١- الرقية الشرعية

٢٢-تسمیہ کے احکام شرعیہ

٢٣-بچوں کے تحائف کا شرعی حکم

٢٤ -يسألونك(وہ آپ سے پوچھتے ہیں)

٢٥- گھیراؤ جلاؤ پتھراؤ اور اسلامی تعلیمات

٢٦-محبت اللہ جن سے کرتا ہے

٢٧- قوت حافظہ بڑھانے والے وظائف

٢٨-نکاح کا پرپوزل(اردو، انگلش)

٢٩-زیارات مقامات مقدسہ(ترکی کا سفر)

٣٠-مردمیدان عرب

٣١-ٹھنڈے سوالات، گرما گرم جوابات

٣٢-مراتب علم

٣٣-Babies کے اسلامی نام

٣٤-قدم بقدم سوئے حرم

٣٥-حدیث نبوی کا پیغام دورحاضر کے نام

٣٦-Happy وائف، Happy لائف

٣٧-مزاجِ تسنیم

٣٨-خواتین کے سوالات، رحمۃ للعالمین ﷺ کے جوابات

٣٩-نسلِ نو کی تربیت اور اندازِ نبوی

٤٠-پرائیویسی(privacy) اور اسلام

اور ہنوز مزید سلسلہ جاری ہے، اللہ پاک آپ کو درازی عمر بالخیر عطا فرمائے اور آپ کے وجود سے دین اسلام کی اشاعت کو مزید عروج بخشے (آمین)

سید کلیم مدنی

پیشِ لفظ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسانی زندگی کے ہر پہلو کے لیے واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ان تعلیمات میں ایک نہایت اہم اصول انسانی پرائیویسی (privacy)،ذاتی حدود کے احترام اور نجی زندگی کے تحفظ کا ہے۔اسلام نے نہ صرف فرد کی عزت و وقار کو محفوظ کیا بلکہ اس کے گھر،اس کی خلوت اور اس کی نجی دنیا کو بھی شرعی تحفظ عطا فرمایا۔اس لیے اسلام جہاں انسان کو اجتماعی زندگی کے اصول سکھاتا ہے،وہیں اس کی ذاتی حدود، رازداری (privacy)اور نجی معاملات کے تحفظ کو بھی غیر معمولی اہمیت دیتا ہے۔

زیرِ نظر کتاب **"پرائیویسی (privacy) اور اسلام"** عصرِ حاضر کے ایک نہایت اہم اور حساس موضوع پر قرآنِ کریم،احادیثِ نبویہ ﷺ اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک جامع مطالعہ پیش کرتی ہے۔موجودہ ڈیجیٹل (digital) دور میں، جہاں سوشل میڈیا (social media)، ٹیکنالوجی (technology) اور معلومات کے تیز بہاؤ نے انسان کی نجی زندگی کو مختلف چیلنجز سے دوچار کر دیا ہے، موجودہ دور کو انفارمیشن (information) اور ڈیجیٹل (digital) دور کہا جاتا ہے۔آج انسان کی زندگی کا بڑا حصہ سوشل (social) میڈیا، موبائل (mobile) فون، اور آن لائن (online) روابط سے وابستہ ہو چکا ہے۔اس ترقی نے جہاں سہولتیں پیدا کی ہیں، وہیں پرائیویسی (privacy) کے مسائل بھی جنم دیے ہیں۔آج لوگوں کی ذاتی زندگی میں بلا اجازت مداخلت، دوسروں کے موبائل (mobile) دیکھنا، ان کے پیغامات پڑھنا، خفیہ معلومات حاصل کرنا، یا کسی کی نجی زندگی کو ظاہر کرنا عام ہوتا جا رہا ہے۔وہاں اسلامی تعلیمات ہماری بہترین رہنمائی کرتی ہیں۔

یہ کتاب واضح کرتی ہے کہ اسلام دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل ہونے، تجسس (curiosity) کی نیت سے دوسروں کے معاملات میں مداخلت کرنے، عیب جوئی، جاسوسی (spying) اور راز افشا کرنے

کو سخت ناپسند کرتا ہے۔ ساتھ ہی یہ کتاب اس حقیقت کو بھی اجاگر کرتی ہے کہ اسلامی معاشرہ باہمی احترام، اعتماد اور اخلاقی ذمہ داری کے اصولوں پر قائم ہوتا ہے۔

امید ہے کہ یہ کتاب قارئین کے لیے نہ صرف علمی و تحقیقی استفادے کا ذریعہ بنے گی بلکہ عملی زندگی میں اسلامی اصولوں کے مطابق نجی حدود کے احترام کا شعور بھی بیدار کرے گی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے امتِ مسلمہ کے لیے نفع بخش بنائے۔ اور اس میں موجود کسی بھی لغزش کو معاف فرمائے۔ آمین

خالد تسنیم مدنی

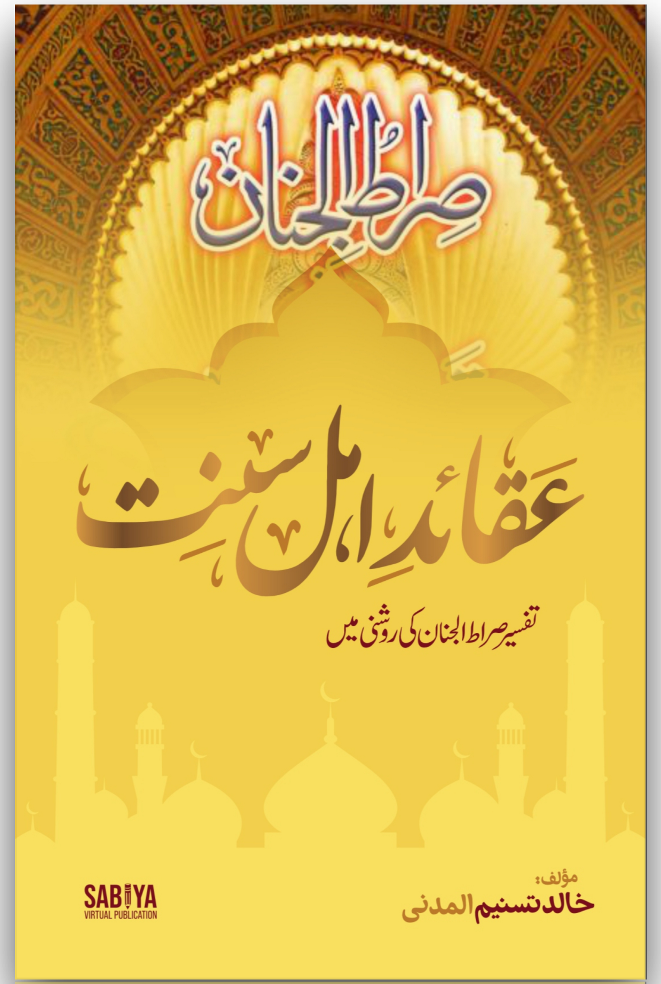

انتساب

یہ کتاب اُن تمام افراد کے نام

جو اس تیز رفتار ڈیجیٹل (digital) دور میں اپنی پرسنل لائف (personal life) اور پرائیویسی (privacy) کے تحفظ کی جدوجہد کر رہے ہیں؛

اُن والدین کے نام

جو اپنی اولاد کو اسلامی تہذیب، حیا اور نجی حدود کے احترام کا شعور دے رہے ہیں؛

اُن اساتذہ اور اہلِ علم کے نام

جو اسلام کے آفاقی کونسیپٹ (concept) کو جدید تقاضوں کے مطابق سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں؛

اور خصوصاً بالخصوص

سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِیْن، خَاتَمُ الْمُرْسَلِیْن، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِیْن، شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن صَلَّی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کے نام، جنہوں نے چودہ سو سال قبل انسانیت کو یہ درس عطا فرمایا کہ کسی کی عزت، پردہ، راز اور نجی زندگی کا احترام ایمان، اخلاق اور مہذب معاشرے کی بنیاد ہے۔

یہ ادنیٰ کاوش اُن اسلامی تعلیمات کے نام

جو ہمیں یہ سکھاتی ہیں کہ انسان کی اصل عظمت صرف اس کے ظاہر میں نہیں بلکہ اس کی نجی زندگی کے احترام، اعتماد کی حفاظت اور پردہ پوشی کے شعور میں پوشیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ اس کتاب کو انسانوں میں باہمی اعتماد، اخلاقی شعور اور اسلامی پرائیویسی (privacy) کے فہم کو عام کرنے کا ذریعہ بنائے

خالد تسنیم

پرائیویسی (privacy) قرآن کی روشنی میں

قرآنِ مجید نے انسانی معاشرت کے ایسے سنہری اصول بیان فرمائے ہیں جو ہر دور میں انسانیت کے لیے مشعلِ راہ رہے ہیں۔ انہی اصولوں میں ایک بنیادی اصول انسانی پرائیویسی (privacy)، ذاتی حدود کے احترام اور نجی زندگی کے تحفظ کا ہے۔ اسلام نے صدیوں قبل وہ تعلیمات عطا فرمائیں جنہیں آج جدید دنیا ہیومن رائٹس (human rights)، ڈیجیٹل پرائیویسی (digital privacy) اور پرسنل فریڈم (personal freedom) کے عنوان سے پیش کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ الحجرات میں ارشاد فرماتا ہے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ؕ اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ

ترجمہ: اے ایمان والو! بہت زیادہ گمان کرنے سے بچو بیشک کوئی گمان گناہ ہو جاتا ہے اور (پوشیدہ باتوں کی) جستجو نہ کرو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں ناپسند ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان ہے۔ (سورۃ الحجرات:12)

شانِ نزول:

جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاد کے لئے روانہ ہوتے اور سفر فرماتے تو ہر دو مال داروں کے ساتھ ایک غریب مسلمان کو کر دیتے تاکہ وہ غریب اُن کی خدمت کرے اور وہ اسے کھلائیں پلائیں، یوں ہر ایک کا کام چلے، چنانچہ اسی دستور کے مطابق حضرت سلمان رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ دو آدمیوں کے ساتھ کئے گئے تھے، ایک روز وہ سو گئے اور کھانا تیار نہ کر سکے تو اُن دونوں نے انہیں کھانا طلب کرنے کے لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچن کے خادم حضرتِ اُسامہ رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ تھے، اُن کے پاس کھانے میں سے کچھ باقی رہا نہ تھا، اس لئے انہوں نے فرمایا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ حضرت سلمان رَضِیَ اللہ تعالیٰ عَنْہُ نے یہی

آکر کہہ دیا تو اُن دونوں رفیقوں نے کہا: اُسامہ (رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ) نے بخل کیا۔ جب وہ حضورِ انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا "میں تمہارے منہ میں گوشت کی رنگت دیکھتا ہوں۔ اُنہوں نے عرض کی: ہم نے گوشت کھایا ہی نہیں۔ ارشاد فرمایا "تم نے غیبت کی اور جو مسلمان کی غیبت کرے اُس نے مسلمان کا گوشت کھایا۔ (خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴ / ۱۷۰-۱۷۱ ملخصاً)

یہ آیت اسلامی پرائیویسی چارٹر (privacy charter) ہے جو انسان کو یہ سکھاتی ہے کہ کسی کے بارے میں بلا دلیل بدگمانی نہ کرو، اس کے راز تلاش نہ کرو، اس کی پوشیدہ باتیں عام نہ کرو، اور اس کی عزت کو اپنی زبان یا technology کے ذریعے مجروح نہ کرو۔ یہی ایک مہذب اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے
یہ آیت اسلامی معاشرت کے لیے اصول پیش کرتی ہے جو انسانی عزت، وقار اور پرائیویسی (privacy) کے تحفظ کی مکمل راہنمائی فراہم کرتا ہے جن کو ہم ون بائی ون (one by one) وضاحت سے لکھنے کی کوشش کرتے ہیں

بدگمانی اور پرائیویسی (privacy)

آیتِ مبارکہ کا پہلا حکم ہے:

"اِجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ"
یعنی بدگمانی سے بچو۔

یہ حکم صرف دل کے خیالات تک محدود نہیں بلکہ social behavior کا بنیادی اصول ہے۔

آج کے دور میں اکثر لوگ کسی کی online activity، last seen، profile picture، comments یا social media status دیکھ کر فوراً نتیجہ اخذ کر لیتے ہیں۔

مثلاً:

کسی نے message کا جواب نہ دیا تو سمجھ لیا ناراض ہے۔

کسی نے call نہ اٹھائی تو خیال کر لیا کہ جان بوجھ کر avoid کر رہا ہے۔

کسی کی خاموشی کو تکبر سمجھ لیا۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بغیر دلیل کسی کے بارے میں منفی assumption قائم کرنا اس کی شخصیت اور نجی زندگی میں غیر اخلاقی مداخلت ہے۔

اسلام انسان کی صرف جسمانی آزادی کا تحفظ نہیں کرتا بلکہ اس کی ذہنی اور نفسیاتی آزادی کو بھی محفوظ رکھتا ہے۔ کسی شخص کے بارے میں بلا دلیل منفی رائے قائم کرنا در اصل اس کی شخصیت اور وقار پر حملہ ہے۔

یہ حکم در اصل mental privacy کا تحفظ ہے، یعنی کسی انسان کے باطن، نیت اور حالات کے بارے میں بلا تحقیق فیصلہ صادر نہ کیا جائے۔

گمان کی اَقسام

گمان کی کئی اَقسام ہیں، ان میں سے چار یہ ہیں:

(1) واجب، جیسے اللہ تعالٰی کے ساتھ اچھا گمان رکھنا۔

(2) مُستحب، جیسے صالح مومن کے ساتھ نیک گمان رکھنا۔

(3) ممنوع حرام۔ جیسے اللہ تعالٰی کے ساتھ برا گمان کرنا اور یونہی مومن کے ساتھ برا گمان کرنا۔

(4) جائز، جیسے فاسقِ مُعْلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔

گمان کب گناہ ہوتا ہے

حضرت سفیان ثوری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے۔ یہ اگر مسلمان پر برائی کے ساتھ ہے تو گناہ ہے۔ دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل کو خالی کرنا ضروری ہے۔

(خازن، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ۴ / ۱۷۰-۱۷۱، مدارک، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ص ۱۱۵۵، ملتقطاً)

گمان کا شرعی حکم

یہاں بطورِ خاص بدگمانی کے شرعی حکم کی تفصیل ملاحظہ ہو، چنانچہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مسلمان پر بدگمانی خود حرام ہے جب تک ثبوتِ شرعی نہ ہو۔(فتاوی رضویہ،۶ / ۴۸۶)

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتّی الامکان اس کے قول و فعل کو وجہِ صحیح پر حمل واجب (ہے)۔(فتاوی رضویہ،۲۰ / ۲۷۸)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بے شک مسلمان پر بدگمانی حرام ہے مگر جبکہ کسی قرینہ سے اس کا ایسا ہونا اپرو (aprrove) ہوتا ہو (جیسا اس کے بارے میں گمان کیا) تو اب حرام نہیں، مثلاً کسی کو (شراب بنانے کی) بھٹی میں آتے جاتے دیکھ کر اسے شراب خور گمان کیا تو اِس کا قصور نہیں (بلکہ بھٹی میں آنے جانے والے کا قصور ہے کیونکہ) اُس نے موضعِ تہمت (یعنی تہمت لگنے کی جگہ) سے کیوں اِجتناب نہ کیا۔(فتاوی امجدیہ،۱ / ۱۲۳)

صدرُ الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: مومنِ صالح کے ساتھ برا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔(خزائن العرفان، الحجرات، تحت الآیۃ:۱۲، ص۹۵۰)

بدگمانی کی مذمت اور اچھا گمان رکھنے کی ترغیب

دینِ اسلام وہ عظیم دین ہے جس میں انسانوں کے باہمی حقوق اور معاشرتی آداب کو خاص اہمیت دی گئی اور ان چیزوں کا خصوصی لحاظ رکھا گیا ہے اسی لئے جو چیز انسانی حقوق کو ضائع کرنے کا سبب بنتی ہے اور جو چیز معاشرتی آداب کے بر خلاف ہے اس سے دینِ اسلام نے منع فرمایا اور اس سے بچنے کا تاکید کے ساتھ حکم دیا ہے، جیسے ان اَشیاء میں سے ایک چیز ”بدگمانی“ ہے جو کہ انسانی حقوق کی پامالی کا بہت بڑا سبب اور معاشرتی آداب کے انتہائی بر خلاف ہے، اس سے دینِ اسلام میں خاص طور پر منع کیا گیا ہے، چنانچہ قرآنِ مجید میں ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

”وَ لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـٴُـوْلًا“

ترجمہ: اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بیشک کان اور آنکھ اور دل ان سب کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔(بنی اسرائیل:۳۶)

اور حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے آپ کو بدگمانی سے بچاؤ کہ بدگمانی بدترین جھوٹ ہے، ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب مت تلاش کرو، حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے رُوگردانی نہ کرو اور اے اللّٰہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاو۔(مسلم، کتاب البرّ والصّلۃ والآداب، باب تحریم الظّنّ والتّجسّس... الخ، ص۱۳۸۶، الحدیث:۲۸(۲۵۶۳))

اللّٰہ تعالٰی ہمیں ایک دوسرے کے بارے میں بدگمانی کرنے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

بدگمانی کے دینی نقصانات

یہاں بدگمانی کے دینی اور دُنیوی نقصانات بھی ملاحظہ ہوں تاکہ بدگمانی سے بچنے کی ترغیب ملے، چنانچہ اس کے 4 دینی نقصانات یہ ہیں:

(1)...جس کے بارے میں بدگمانی کی، اگر اُس کے سامنے اِس کا اظہار کر دیا تو اُس کی دل آزاری ہو سکتی ہے اور شرعی اجازت کے بغیر مسلمان کی دل آزاری حرام ہے۔

(2)...اگر اس کی غیر موجودگی میں دوسرے کے سامنے اپنے برے گمان کا اظہار کیا تو یہ غیبت ہو جائے گی اور مسلمان کی غیبت کرنا حرام ہے۔

(3)...بدگمانی کرنے والا محض اپنے گمان پر صبر نہیں کرتا بلکہ وہ اس کے عیب تلاش کرنے میں لگ جاتا ہے اور کسی مسلمان کے عیبوں کو تلاش کرنا ناجائز و گناہ ہے۔

(4)...بدگمانی کرنے سے بغض اور حسد جیسے خطرناک اَمراض پیدا ہوتے ہیں۔

بدگمانی کے دُنیوی نقصانات

اس کے دو بڑے دُنیوی نقصانات یہ ہیں،

(1)...بدگمانی کرنے سے دو بھائیوں میں دشمنی پیدا ہو جاتی ہے، ساس اور بہو ایک دوسرے کے خلاف ہو جاتیں ہیں، شوہر اور بیوی میں ایک دوسرے پر اعتماد ختم ہو جاتا اور بات بات پر آپس میں لڑائی رہنے لگتی ہے اور

آخرکاران میں طلاق اور جدائی کی نوبت آجاتی ہے، بھائی اور بہن کے درمیان تعلقات ٹوٹ جاتے ہیں اور یوں ایک ہنستا بستا گھر اجڑ کر رہ جاتا ہے۔

(2)...دوسروں کے لئے برے خیالات رکھنے والے افراد پر فالج اور دل کی بیماریوں کا خطرہ زیادہ ہو جاتا ہے جیسا کہ حال ہی میں امریکن ہارٹ ایسوسی ایشن کی جانب سے جاری کردہ ایک تحقیقی رپوٹ میں یہ انکشاف کیا گیا ہے کہ وہ افراد جو دوسروں کے لئے مخالفانہ سوچ رکھتے ہیں اور اس کی وجہ سے ذہنی دباؤ کا شکار اور غصے میں رہتے ہیں ان میں دل کی بیماریوں اور فالج کا خطرہ 86% بڑھ جاتا ہے۔

بدگمانی کا علاج

امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: شیطان آدمی کے دل میں بدگمانی ڈالتا ہے تو مسلمان کو چاہیے کہ وہ شیطان کی تصدیق نہ کرے اور اس کو خوش نہ کرے حتّٰی کہ اگر کسی کے منہ سے شراب کی بو آرہی ہو تو پھر بھی اس پر حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہو سکتا ہے اس نے شراب کا ایک گھونٹ پی کر کلی کر دی ہو یا کسی نے اس کو جبراً شراب پلادی ہو اور اس کا اِحتمال ہے تو وہ دل سے بدگمانی کی تصدیق کر کے شیطان کو خوش نہ کرے (اگرچہ مذکورہ صورت میں بدگمانی کا گناہ نہیں ہو گا لیکن بچنے میں پھر بھی بھلائی ہی ہے)

(احیاء علوم الدین، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبۃ بالقلب، ۳ / ۱۸۶ ملخصاً)

تجسس کی ممانعت اور

ڈیٹا پرائیویسی لاء (Data privacy laws)

آیت کا دوسرا حکم ہے:

”وَلَا تَجَسَّسُوا“

یعنی تجسس نہ کرو۔

یہ مختصر مگر نہایت جامع حکم اسلامی تعلیمات میں privacy protection کی بنیادی اساس ہے۔

تجسس سے مراد کسی کی پوشیدہ باتوں، نجی معاملات، ذاتی معلومات یا پرسنل ڈیٹا(personal data)تک بلااجازت رسائی حاصل کرنے کی کوشش کرنا ہے۔

قدیم زمانے میں اس کی صورت یہ تھی کہ کوئی شخص دوسروں کے گھروں میں جھانکے، دروازوں کے پیچھے سننے کی کوشش کرے یا مخفی باتوں کو معلوم کرنے کی کوشش کرے۔

موجودہ ڈیجیٹل(digital)دور میں اس کی شکلیں مزید پیچیدہ ہو چکی ہیں، مثلاً:

بغیر اجازت کے کسی کا موبائل چیک کرنا،

واٹس ایپ(WhatsApp)چیٹس پڑھنا،

پاس ورڈ(password)حاصل کرنا،

خفیہ نگرانی کرنا،

کسی کی لوکیشن(location)ٹریک کرنا،

یا نجی گفتگو ریکارڈ(record)کرنا۔

یہ تمام اعمال قرآن کے اس حکم کے منافی ہیں۔

اسلام واضح کرتا ہے کہ ہر انسان کی پرسنل لائف(personal life)کا ایک قابلِ احترام دائرہ ہے جس میں بلااجازت داخل ہونا اخلاقی اور شرعی جرم ہے۔ماڈرن لیگل سسٹم(Modern legal systems)آج ڈیٹا پرائیویسی لاء(data privacy laws)بنا رہے ہیں، جبکہ قرآن نے صدیوں پہلے یہ اصول دے دیا۔

مسلمانوں کے عیب تلاش کرنے کی ممانعت

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے پوشیدہ عیب تلاش کرنا اور انہیں بیان کرنا ممنوع ہے، یہاں اسی سے متعلق ایک عبرت انگیز حدیثِ پاک ملاحظہ ہو، چنانچہ حضرت ابو برزہ اسلمی رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا" اے ان لوگوں کے گروہ، جو زبان سے ایمان لائے اور ایمان ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوا، مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کی چھپی ہوئی باتوں کی ٹٹول نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی چھپی ہوئی چیز کی ٹٹول کرے گا، اللّٰہ تعالیٰ اس کی پوشیدہ چیز کی ٹٹول کرے (یعنی اسے ظاہر

کردے) گا اور جس کی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) ٹٹول کرے گا (یعنی عیب ظاہر کرے گا) اس کو رسوا کردے گا، اگرچہ وہ اپنے مکان کے اندر ہو۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ۴ / ۳۵۴، الحدیث: ۴۸۸۰)

اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کی غیبت کرنا اور ان کے عیب تلاش کرنا منافق کا شِعار ہے اور عیب تلاش کرنے کا انجام ذلت و رسوائی ہے کیونکہ جو شخص کسی دوسرے مسلمان کے عیب تلاش کر رہا ہے، یقیناً اس میں بھی کوئی نہ کوئی عیب ضرور ہوگا اور ممکن ہے کہ وہ عیب ایسا ہو جس کے ظاہر ہونے سے وہ معاشرے میں ذلیل و خوار ہو جائے لہٰذا عیب تلاش کرنے والوں کو اس بات سے ڈرنا چاہیئے کہ ان کی اس حرکت کی بنا پر کہیں اللہ تعالیٰ ان کے وہ پوشیدہ عیوب ظاہر نہ فرمادے جس سے وہ ذلت و رسوائی سے دوچار ہو جائیں۔

عیب چھپانے کے فضائل

یہاں موضوع کی مناسبت سے مسلمانوں کے عیب چھپانے کے دو فضائل ملاحظہ ہوں،

(1)... حضرت عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی مسلمان کے عیب پر پردہ رکھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیوب پر پردہ رکھے گا۔ (بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب لا یظلم المسلم... الخ، ۲ / ۱۲۶، الحدیث: ۲۴۴۲)

(2)... حضرت عقبہ بن عامر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو شخص ایسی چیز دیکھے جس کو چھپانا چاہیے اور اس نے پردہ ڈال دیا (یعنی چھپادی) تو ایسا ہے جیسے مَوْءُوْدَہ (یعنی زندہ زمین میں دبادی جانے والی بچی) کو زندہ کیا۔ (ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الستر علی المسلم، ۴ / ۳۵۷، الحدیث: ۴۸۱۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے مسلمان بھائیوں کے عیب چھپانے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

اپنے عیبوں کی اصلاح (Rectification)

جو شخص لوگوں کے عیب تلاش کرنے میں مشغول رہتا ہے اسے خاص طور پر اور تمام لوگوں کو عمومی طور پر چاہیئے کہ کسی کے عیب تلاش کرنے کی بجائے اپنے اندر موجود عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی کوشش کریں کہ اسی میں ان کی اور دوسروں کی دنیا و آخرت کا بھلا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی آنکھ میں تنکا دیکھتا ہے اور اپنی آنکھ کو بھول جاتا ہے۔ (شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان...الخ، فصل فیما ورد...الخ، ۵ / ۳۱۱، الحدیث: ۶۷۶۱)

حضرت عبداللہ بن عباس رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: جب تم اپنے ساتھی کے عیب ذکر کرنے کا ارادہ کرو تو (اس وقت) اپنے عیبوں کو یاد کرو۔ (شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان...الخ، فصل فیما ورد...الخ، ۵ / ۳۱۱، الحدیث: ۶۷۵۸)

اللہ تعالیٰ ہمیں دوسروں کے عیب تلاش کرنے سے بچنے، اپنے عیبوں کو تلاش کرنے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اٰمین۔

انسان کی عزت و حرمت کی اہمیت

دینِ اسلام کی نظر میں ایک انسان کی عزت و حرمت کی قدر بہت زیادہ ہے اور اگر وہ انسان مسلمان بھی ہو تو اس کی عزت و حرمت کی قدر اسلام کی نظر میں مزید بڑھ جاتی ہے، اسی لئے دینِ اسلام نے ان تمام اَفعال سے بچنے کا حکم دیا ہے جن سے کسی انسان کی عزت و حرمت پامال ہوتی ہو، ان افعال میں سے ایک فعل کسی کے عیب تلاش کرنا اور اسے دوسروں کے سامنے بیان کر دینا ہے جس کا انسانوں کی عزت و حرمت ختم کرنے میں بہت بڑا کردار ہے، اس وجہ سے جہاں اس شخص کو ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کا عیب لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے وہیں وہ شخص بھی لوگوں کی نفرت اور ملامت کا سامنا کرتا ہے جو عیب تلاش کرنے اور انہیں ظاہر کرنے میں لگا رہتا ہے، یوں عیب تلاش کرنے والے اور جس کا عیب بیان کیا جائے، دونوں کی عزت و حرمت چلی جاتی ہے، اس لئے دینِ اسلام نے عیبوں کی تلاش میں رہنے اور انہیں لوگوں کے سامنے شرعی اجازت کے بغیر بیان کرنے سے منع کیا اور اس سے باز نہ آنے والوں کو سخت وعیدیں سنائیں تاکہ ان وعیدوں سے ڈر کر لوگ اس بُرے فعل سے باز آ جائیں اور سب کی عزت و حرمت کی حفاظت ہو۔

غیبت اور انفارمیشنل پرائیویسی

آیتِ مبارکہ کا تیسرا حکم ہے:

"وَلَا يَغْتَب بَّعْضُكُم بَعْضًا"
یعنی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔
غیبت دراصل privacy violation کی ایک شدید شکل ہے۔
جب کسی شخص کی ذاتی معلومات، کمزوریاں یا نجی معاملات دوسروں کے سامنے بیان کیے جاتے ہیں تو اس کی عزتِ نفس متاثر ہوتی ہے۔ پرائیویسی صرف راز جاننے سے متاثر نہیں ہوتی بلکہ راز پھیلانے سے بھی تباہ ہوتی ہے
موجودہ دور میں غیبت کی جدید شکلیں یہ ہیں:
برائی کی نیت سے نجی پیغامات کو دوسروں کے ساتھ شیئر کرنا،
اسکرین شاٹ (screen shot) پھیلانا،
ذاتی گفتگو کو سوشل میڈیا پر عام کرنا،
کسی کی نجی تصاویر یا معلومات کو ایکسپوز (expose) کرنا۔
یہ تمام صورتیں اسلامی تعلیمات کے خلاف ہیں۔
اسلام یہ سکھاتا ہے کہ انسان کی زبان اور اس کے ذرائع ابلاغ دونوں امانت ہیں، اور ان کے ذریعے کسی کی عزت یا نجی زندگی کو نقصان پہنچانا سنگین اخلاقی جرم ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر بات سچ ہے تو بیان کرنا جائز ہے، جبکہ اسلام کہتا ہے کسی کی وہ بات بیان کرنا جو اسے ناگوار ہو، غیبت ہے خواہ وہ سچ ہی کیوں نہ ہو۔
یہ modern privacy ethics میں confidentiality principle کہلاتا ہے
لہذا ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو، کیا تم میں کوئی یہ پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، یقیناً یہ تمہیں ناپسند ہوگا، تو پھر مسلمان بھائی کی غیبت بھی تمہیں گوارا نہ ہونی چاہئے کیونکہ اس کو پیٹھ پیچھے برا کہنا اس کے مرنے کے بعد اس کا گوشت کھانے کی مثل ہے کیونکہ جس طرح کسی کا گوشت کاٹنے سے اس کو ایذا ہوتی ہے اسی طرح اس کی بدگوئی کرنے سے اسے قلبی تکلیف ہوتی ہے اور درحقیقت عزت و آبرو گوشت سے زیادہ پیاری ہے۔

غیبت اور اس کی مذمت سے متعلق اَحادیث

اس آیت میں غیبت کرنے سے منع کیا گیا اور ایک مثال کے ذریعے اس کی شَناعَت اور برائی کو بیان فرمایا گیا ہے، کثیر اَحادیث میں بھی اس کی شدید مذمت بیان کی گئی ہے، یہاں ان میں سے 4 اَحادیث ملاحظہ ہوں

غیبت کیا چیز ہے؟

حضرت ابو ہریرہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا چیز ہے؟ صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمْ نے عرض کی: اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ہی زیادہ جانتے ہیں۔ ارشاد فرمایا'' تم اپنے بھائی کا وہ عیب بیان کرو جس کے ذکر کرنے کو وہ ناپسند کرتا ہے۔ عرض کی گئی: اس کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو جسے میں بیان کرتا ہوں۔ ارشاد فرمایا: تم جو عیب بیان کر رہے ہو اگر وہ اس میں موجود ہو جب ہی تو وہ غیبت ہے اور اگر اس میں وہ عیب نہیں ہے تو پھر وہ بہتان ہے۔

(مسلم، کتاب البرّ والصلۃ والآداب، باب تحریم الغیبۃ، ص ۱۳۹۷، الحدیث: ۷۰(۲۵۸۹))

غیبت زِنا سے بھی زیادہ سخت ہے

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے، رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا 'غیبت زِنا سے بھی زیادہ سخت چیز ہے۔ لوگوں نے عرض کی، یا رسولَ اللہ! صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ، غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا'' مرد زِنا کرتا ہے پھر توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالٰی اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اور غیبت کرنے والے کی تب تک مغفرت نہ ہو گی جب تک وہ معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی ہے۔ (شعب الایمان، الرابع والاربعون من شعب الایمان... الخ، فصل فیما ورد... الخ، ۵ / ۳۰۶، الحدیث: ۶۷۴۱)

کاپر نیلز (copper nails)

حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جب مجھے معراج کرائی گئی تو میں ایسے لوگوں کے پاس سے گزرا جن کے ناخن پیتل کے تھے اور وہ ان ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے، میں نے پوچھا: اے جبریل! عَلَیْہِ السَّلَام، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا: یہ وہ افراد ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے اور ان کی عزتوں کو پامال کرتے تھے۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ، ۴ / ۳۵۳، الحدیث: ۴۸۷۸)

بھائی کا گوشت

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے کہ رسولُ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: جس نے دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا اس کے پاس قیامت کے دن اس کے بھائی کا گوشت لایا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا تم جس طرح دنیا میں اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاتے تھے اب زندہ کا گوشت کھاؤ وہ چیخ مارتا ہوا اور منہ بگاڑتا ہوا کھائے گا۔ (معجم الاوسط، باب الالف، من اسمہ: احمد، ۱/۴۵۰، الحدیث: ۱۶۵۶)

سرِ دست یہ 4 احادیث ذکر کی ہیں، ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ انہیں غور سے پڑھے اور غیبت سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے، فی زمانہ اس حرام کام سے بچنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ آج کل مسلمانوں میں یہ بلا بہت پھیلی ہوئی ہے اور وہ اس سے بچنے کی طرف بالکل توجہ نہیں کرتے اور ان کی بہت کم مجلسیں ایسی ہوتی ہیں جو چغلی اور غیبت سے محفوظ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں غیبت جیسی خطرناک باطنی بیماری سے محفوظ فرمائے، اٰمین۔

غیبت کی تعریف

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: غیبت کے یہ معنی ہیں کہ کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو وہ دوسروں کے سامنے ظاہر ہونا پسند نہ کرتا ہو) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا اور اگر اس میں وہ بات ہی نہ ہو تو یہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہے۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳ / ۵۳۲)

غیبت کے شرعی مسائل

غیبت سے متعلق 5 شرعی مسائل درج ذیل ہیں:

(1)...غیبت جس طرح زبان سے ہوتی ہے (اسی طرح) فعل سے بھی ہوتی ہے، صراحت کے ساتھ برائی کی جائے یا تعریض وکنایہ کے ساتھ ہو سب صورتیں حرام ہیں، برائی کو جس نَوعیّت سے سمجھائے گا سب غیبت میں داخل ہے۔ تعریض کی یہ صورت ہے کہ کسی کے ذکر کرتے وقت یہ کہا کہ ’’اَلْحَمْدُ لِلّٰہ میں ایسا نہیں ‘‘ جس کا یہ مطلب ہوا کہ وہ ایسا ہے۔ کسی کی برائی لکھ دی یہ بھی غیبت ہے، سر وغیرہ کی حرکت بھی غیبت ہو سکتی ہے، مثلاً کسی کی خوبیوں کا تذکرہ تھا اس نے سر کے اشارہ سے یہ بتانا چاہا کہ اس میں جو کچھ برائیاں ہیں ان سے تم واقف نہیں، ہونٹوں اور آنکھوں اور بھوؤں اور زبان یا ہاتھ کے اشارہ سے بھی غیبت ہو سکتی ہے۔

(2)...ایک صورت غیبت کی نقل ہے مثلاً کسی لنگڑے کی نقل کرے اور لنگڑا کر چلے، یا جس چال سے کوئی چلتا ہے اس کی نقل اتاری جائے یہ بھی غیبت ہے، بلکہ زبان سے کہہ دینے سے یہ زیادہ برا ہے کیونکہ نقل کرنے میں پوری تصویر کشی اور بات کو سمجھانا پایا جاتا ہے (جب) کہ کہنے میں وہ بات نہیں ہوتی۔

(بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/ ۵۳۶)

(3)...جس طرح زندہ آدمی کی غیبت ہوسکتی ہے مرے ہوئے مسلمان کو برائی کے ساتھ یاد کرنا بھی غیبت ہے، جبکہ وہ صورتیں نہ ہوں جن میں عیوب کا بیان کرنا غیبت میں داخل نہیں۔ مسلم کی غیبت جس طرح حرام ہے کافر ذمی کی بھی ناجائز ہے کہ ان کے حقوق بھی مسلم کی طرح ہیں (جبکہ) کافر حربی کی برائی کرنا غیبت نہیں۔

(4)...کسی کی برائی اس کے سامنے کرنا اگر غیبت میں داخل نہ بھی ہو جبکہ غیبت میں پیٹھ پیچھے برائی کرنا معتبر ہو مگر یہ اس سے بڑھ کر حرام ہے کیونکہ غیبت میں جو وجہ ہے وہ یہ ہے کہ ایذاءِ مسلم ہے وہ یہاں بدرجہ اَولی پائی جاتی ہے غیبت میں تو یہ اِحتمال ہے کہ اسے اطلاع ملے یا نہ ملے اگر اسے اطلاع نہ ہوئی تو ایذا بھی نہ ہوئی، مگر احتمالِ ایذا کو یہاں ایذا قرار دے کر شرعِ مُطَہَّر نے حرام کیا اور مونھ پر اس کی مذمت کرنا تو حقیقۃً ایذا ہے پھر یہ کیوں حرام نہ ہو۔

صدرالشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: بعض لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ تم فلاں کی غیبت کیوں کرتے ہو، وہ نہایت دلیری کے ساتھ یہ کہتے ہیں مجھے اس کا ڈر اپڑا ہے چلو میں اس کے منہ پر یہ باتیں کہہ دوں گا، ان کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ پیٹھ پیچھے اس کی برائی کرنا غیبت و حرام ہے اور منہ پر کہوگے تو یہ دوسرا حرام ہوگا، اگر تم اس کے سامنے کہنے کی جرأت رکھتے ہو تو اس کی وجہ سے غیبت حلال نہیں ہوگی۔

(5)...جس کے سامنے کسی کی غیبت کی جائے اسے لازم ہے کہ زبان سے انکار کردے مثلاً کہدے کہ میرے سامنے اس کی برائی نہ کرو۔ اگر زبان سے انکار کرنے میں اس کو خوف واندیشہ ہے تو دل سے اسے برا جانے اور اگر ممکن ہو تو یہ شخص جس کے سامنے برائی کی جارہی ہے وہاں سے اٹھ جائے یا اس بات کو کاٹ کر کوئی دوسری بات شروع کردے ایسا نہ کرنے میں سننے والا بھی گناہ گار ہوگا، غیبت کا سننے والا بھی غیبت کرنے والے کے حکم میں ہے۔ (بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳/ ۵۳۷-۵۳۸)

غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق شرعی مسائل

یہاں غیبت سے توبہ اور معافی سے متعلق 5 شرعی مسائل بھی ملاحظہ ہوں

(1)... جس کی غیبت کی اگر اس کو اس کی خبر ہو گئی تو اس سے معافی مانگنی ضروری ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے سامنے یہ کہے کہ میں نے تمھاری اس اس طرح غیبت یا برائی کی تم معاف کر دو، اس سے معاف کرائے اور توبہ کرے تب اس سے بریُ الذمہ ہو گا اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو توبہ اور ندامت کافی ہے۔

(2)... جس کی غیبت کی ہے اسے خبر نہ ہوئی اور اس نے توبہ کر لی اس کے بعد اسے خبر ملی کہ فلاں نے میری غیبت کی ہے آیا اس کی توبہ صحیح ہے یا نہیں؟ اس میں علما کے دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ وہ توبہ صحیح ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی مغفرت فرمادے گا، جس نے غیبت کی اس کی مغفرت توبہ سے ہوئی اور جس کی غیبت کی گئی اس کو جو تکلیف پہنچی اور اس نے در گزر کیا، اس وجہ سے اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

اور بعض علما یہ فرماتے ہیں کہ اس کی توبہ مُعلّق رہے گی اگر وہ شخص جس کی غیبت ہوئی خبر پہنچنے سے پہلے ہی مر گیا تو توبہ صحیح ہے اور توبہ کے بعد اسے خبر پہنچ گئی تو صحیح نہیں، جب تک اس سے معاف نہ کرائے۔ بہتان کی صورت میں توبہ کرنا اور معافی مانگنا ضروری ہے بلکہ جن کے سامنے بہتان باندھا ہے ان کے پاس جا کر یہ کہنا ضروری ہے کہ میں نے جھوٹ کہا تھا جو فلاں پر میں نے بہتان باندھا تھا۔

(3)... معافی مانگنے میں یہ ضروری ہے کہ غیبت کے مقابل میں اس کی ثناءِ حسن (اچھی تعریف) کرے اور اس کے ساتھ اظہارِ محبت کرے کہ اس کے دل سے یہ بات جاتی رہے اور فرض کرو اس نے زبان سے معاف کر دیا مگر اس کا دل اس سے خوش نہ ہوا تو اس کا معافی مانگنا اور اظہارِ محبت کرنا غیبت کی برائی کے مقابل ہو جائے گا اور آخرت میں مؤاخذہ نہ ہو گا۔

(4)... اس نے معافی مانگی اور اس نے معاف کر دیا مگر اس نے سچائی اور خلوصِ دل سے معافی نہیں مانگی تھی محض ظاہری اور نمائشی یہ معافی تھی، تو ہو سکتا ہے کہ آخرت میں مؤاخذہ ہو، کیونکہ اس نے یہ سمجھ کر معاف کیا تھا کہ یہ خلوص کے ساتھ معافی مانگ رہا ہے۔

(5)...امام غزالی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ یہ فرماتے ہیں، کہ جس کی غیبت کی وہ مر گیا یا کہیں غائب ہو گیا اس سے کیونکر معافی مانگے یہ معاملہ بہت دشوار ہو گیا، اس کو چاہیے کہ نیک کام کی کثرت کرے تاکہ اگر اس کی نیکیاں غیبت کے بدلے میں اسے دے دی جائیں، جب بھی اس کے پاس نیکیاں باقی رہ جائیں۔(بہار شریعت، حصہ شانزدہم، ۳ / ۵۳۸-۵۳۹)

آیت مذکورہ اور اسلامی پرائیویسی چارٹر(privacy charter)

ڈیئر قارئین! جیسا کہ آپ اوپر تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ یہ آیت (سورۃ الحجرات:12) اسلامی پرائیویسی چارٹر(privacy charter) ہے جو انسان کو یہ سکھاتی ہے کہ کسی کے بارے میں بلا دلیل بدگمانی نہ کرو، اس کے راز تلاش نہ کرو، اس کی پوشیدہ باتیں عام نہ کرو، اور اس کی عزت کو اپنی زبان یا technology کے ذریعے مجروح نہ کرو۔ یہی ایک مہذب اسلامی معاشرے کی بنیاد ہے

آج دنیا artificial intelligence، surveillance systems، data tracking اور social media monitoring کے دور میں داخل ہو چکی ہے۔

ایسے ماحول میں یہ آیت پہلے سے کہیں زیادہ اہم ہو گئی ہے۔

یہ آیت (سورۃ الحجرات:12) ہمیں یہ اصول دیتی ہے کہ:

دوسروں کی نجی معلومات کا احترام کیا جائے،

ڈیجیٹل ذرائع کا استعمال ذمہ داری سے کیا جائے،

اور کسی کی ذاتی زندگی کو تجسس یا تفریح کا ذریعہ نہ بنایا جائے

گھریلو پرائیویسی(domestic privacy)

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَا ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ اور گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور ان میں رہنے والوں پر سلام نہ کرلو۔ یہ تمہارے لیے بہتر ہے تاکہ تم نصیحت مان لو۔ (سورۃ النور:۲۷)

شانِ نزول:

حضرت عدی بن ثابت رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں عرض کی: یارسولَ اللّٰہ ﷺ! اپنے گھر میں میری حالت کچھ اس طرح کی ہوتی ہے کہ میں نہیں چاہتی کہ کوئی مجھے اس حالت میں دیکھے، چاہے وہ میرے والد یا بیٹا ہی کیوں نہ ہو اور میری اسی حالت میں گھر میں مردوں کا آنا جانا رہتا ہے تو میں کیا کروں؟ اس پر یہ آیتِ مبارکہ نازل ہوئی۔ (تفسیر طبری، النور، تحت الآیۃ:۲۷، ۹ / ۲۹۷)

یہ آیت اسلامی تہذیب میں گھریلو پرائیویسی (domestic privacy) کے بنیادی اصول کو واضح کرتی ہے۔ اگر جدید اصطلاحات میں اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ آیت personal boundaries، respectful access، consent culture اور private space protection کا جامع منشور ہے۔

اجازت طلب کرنا: اسلامی پرائیویسی کا پہلا اصول

آیتِ مبارکہ میں سب سے پہلے یہ حکم دیا گیا کہ:

"لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِكُمْ"

یعنی دوسروں کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو۔

یہ حکم اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ اسلام میں ہر انسان کے گھر کو ایک محفوظ دائرہ سمجھا گیا ہے۔

گھر صرف اینٹوں اور دیواروں کا مجموعہ نہیں بلکہ انسان کی نجی زندگی، اس کے جذبات، اس کے خاندانی معاملات اور اس کی خلوت کا مرکز ہوتا ہے۔

بلا اجازت داخل ہونا در اصل اس کے ذاتی دائرے میں مداخلت ہے۔

اسلام اس مداخلت کو روکتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ ہر شخص کو اپنی نجی حدود متعین کرنے کا حق حاصل ہے۔

یہی اصول آج modern law میں right to private space کہلاتا ہے۔

"حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا" کی گہری معنویت

قرآن نے صرف اجازت لینے کا لفظ استعمال نہیں کیا بلکہ فرمایا:

"حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا"

مفسرین نے اس کے معنی بیان کیے ہیں:

اجازت طلب کرو، اطلاع دو، اور اس انداز سے آؤ کہ اہلِ خانہ کو ناگواری نہ ہو۔

یہ محض فارمل پرمیشن (formal permission) نہیں بلکہ احساس، تہذیب اور احترام کا تقاضا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام صرف قانون نہیں دیتا بلکہ social etiquette بھی سکھاتا ہے۔

ماڈرن تناظر میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ: کسی کی نجی زندگی میں داخل ہونے سے پہلے اس کی رضامندی ضروری ہے۔

یہی concept آج کے دور میں consent کہلاتا ہے۔

privacy کے ساتھ dignity کا تحفظ

آیت میں اجازت کے ساتھ سلام کا حکم دیا گیا:

"وَتُسَلِّمُوا عَلٰٓى أَهْلِهَا"

یہ اس بات کی علامت ہے کہ کسی کے نجی دائرے میں داخلہ صرف اجازت سے نہیں بلکہ احترام کے ساتھ ہونا چاہیے۔

سلام دراصل ایک peaceful announcement ہے کہ آنے والا خیر خواہی کے ساتھ آیا ہے، intrusion کے ارادے سے نہیں۔

Modern communication ethics میں اسے respectful notification کہا جا سکتا ہے۔

قرآنی پیغام ماڈرن دور کے نام

اگر اس آیت کو آج کے digital age پر منطبق کیا جائے تو اس کے معانی مزید واضح ہوتے ہیں۔

آج "کسی کے گھر میں داخل ہونا" صرف physical entry تک محدود نہیں۔

ڈیجیٹل دنیا میں بھی ہر شخص کے پاس ایک ورچوئل ہوم (virtual home) موجود ہے:

اس کا موبائل (mobile)،

اس کا لیپ ٹاپ (laptop)،

اس کی چیٹس (chats)،

اس کی ای میل (email)،

اس کے social media accounts۔

بغیر اجازت ان تک رسائی حاصل کرنا دراصل اسی حکم کی خلاف ورزی ہے۔

مثلاً:

کسی کا فون اٹھا کر دیکھنا

اس کی gallery کھولنا

اس کے messages پڑھنا

password استعمال کرنا

private files check کرنا

یہ سب modern forms of unauthorized entry ہیں۔

قرآن کا اصول آج بھی وہی ہے: داخل ہونے سے پہلے اجازت لازم ہے۔

گھریلو پرائیویسی (privacy) اور خاندانی نظام

یہ آیت خاندانی نظام کے استحکام کی بنیاد بھی فراہم کرتی ہے۔

جب گھروں کی privacy محفوظ ہوتی ہے تو اعتماد پیدا ہوتا ہے، ذہنی سکون قائم رہتا ہے، رشتے مضبوط ہوتے ہیں، احترام فروغ پاتا ہے جبکہ بلا اجازت مداخلت: بداعتمادی، جھگڑوں، غلط فہمیوں اور نفسیاتی دباؤ کا باعث بنتی ہے۔

اسلامی تہذیب اور پرائیویسی لاء (privacy law)

یہ بات قابل غور ہے کہ جب دنیا میں privacy کے قوانین موجود نہ تھے، قرآن نے چودہ سو سال پہلے یہ اعلان کیا کہ: کسی کے گھر میں داخل ہونا اس کی اجازت کے بغیر جائز نہیں۔

یہ اسلامی تہذیب کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔

آج modern constitutions جس principle کو privacy law کہتے ہیں، اسلام نے اسے عبادت اور اخلاق دونوں کا حصہ قرار دیا۔

مختصراً، یہ آیت اسلام کے privacy framework کی بنیادی اینٹ ہے۔

اگر موجودہ دور میں اس تعلیم کو اپنایا جائے تو نہ صرف گھریلو سکون بحال ہو سکتا ہے بلکہ ڈیجیٹل اور سماجی تعلقات بھی زیادہ مہذب اور بااعتماد بن سکتے ہیں۔

دوسروں کے گھر جانے سے متعلق شرعی احکام

یہاں اس آیت کے حوالے سے 3 شرعی احکام ملاحظہ ہوں،

(1)...اس آیت سے ثابت ہوا کہ غیر کے گھر میں کوئی بے اجازت داخل نہ ہو۔ اجازت لینے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ بلند آواز سے سُبْحَانَ الله یا اَلْحَمْدُ لِلّٰه یا اللهُ اَکْبَرْ کہے، یا کھنکارے جس سے مکان والوں کو معلوم ہو جائے کہ کوئی آنا چاہتا ہے (اور یہ سب کام اجازت لینے کے طور پر ہوں) یا یہ کہے کہ کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ غیر کے گھر سے وہ گھر مراد ہے جس میں غیر رہتا ہو خواہ وہ اس کا مالک ہو یا نہ ہو۔

(روح البیان، النور، تحت الآیۃ: ۲۷، ۶ / ۱۳۷، ملخصاً)

(2)... غیر کے گھر جانے والے کی اگر صاحبِ مکان سے پہلے ہی ملاقات ہو جائے تو پہلے سلام کرے پھر اجازت چاہے اور اگر وہ مکان کے اندر ہو تو سلام کے ساتھ اجازت لے اور اس طرح کہے: السلام علیکم، کیا مجھے اندر آنے کی اجازت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ سلام کو کلام پر مقدَّم کرو۔

(ترمذی، کتاب الاستئذان والآداب عن رسول اللہ، باب ماجاء فی السلام قبل الکلام، ۴ / ۳۲۱، الحدیث: ۲۷۰۸)

(3)... اگر دروازے کے سامنے کھڑے ہونے میں بے پردگی کا اندیشہ ہو تو دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہو کر اجازت طلب کرے۔ حدیث شریف میں ہے اگر گھر میں ماں ہو جب بھی اجازت طلب کرے۔

(موطا امام مالک، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان، ۲ / ۴۴۶، الحدیث: ۱۸۴۷)

اسلام میں پرائیویسی (privacy) کی جامع تعبیر

اللہ تعالی قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ یَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ؕ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِیْرٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ

ترجمہ: مسلمان مردوں کو حکم دو کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لیے زیادہ پاکیزہ ہے، بیشک اللہ ان کے کاموں سے خبردار ہے۔ (سورۃ النور: ۳۰)

یہ آیت بظاہر نگاہوں کی حفاظت اور عفت و پاکدامنی کے متعلق ہے، لیکن اگر اسے گہرائی سے دیکھا جائے تو یہ اسلامی تصورِ پرائیویسی (privacy) کی ایک بنیادی اور جامع تشریح پیش کرتی ہے اس آیت کی روشنی میں اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ: پرائیویسی صرف دروازے بند کرنے سے محفوظ نہیں ہوتی بلکہ نگاہوں کے آداب سے محفوظ ہوتی ہے۔ جب انسان اپنی نظر کو قابو میں رکھتا ہے تو وہ دوسروں کی عزت، وقار اور نجی حدود کی حفاظت کرتا ہے۔

نگاہ اور پرائیویسی (Privacy)

اسلام میں پرائیویسی صرف گھر کی چار دیواری یا ذاتی معلومات کے تحفظ کا نام نہیں بلکہ انسان کی عزت، وقار، خلوت اور ذاتی حدود کے احترام کا نام ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نگاہوں کو نیچا رکھنے کا حکم دیا۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پرائیویسی وائلیشن (privacy violation) کا آغاز اکثر نگاہ سے ہوتا ہے۔

انسان پہلے دیکھتا ہے، پھر تجسس پیدا ہوتا ہے، پھر دلچسپی بڑھتی ہے، پھر مداخلت شروع ہوتی ہے۔

اسلام اس پورے سلسلے کو ابتدا ہی میں روک دیتا ہے۔

یہ حکم دراصل اس اصول کو واضح کرتا ہے کہ:

ہر وہ نظر جو دوسرے کی نجی حدود میں بلا اجازت داخل ہو، اسلامی اخلاق کے خلاف ہے۔

"یَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ" کی جدید تفسیر

اس آیت کا لفظی مفہوم صرف نظریں جھکانا نہیں بلکہ اپنی نگاہوں کو قابو میں رکھنا ہے۔

ماڈرن (modern) تناظر میں اس حکم کا دائرہ بہت وسیع ہو چکا ہے۔

آج نگاہ صرف آنکھ سے نہیں بلکہ اسکرین (screen)، کیمرہ (camera)، موبائل (mobile)، انٹرنیٹ (internet) اور ڈیجیٹل پلیٹ فارمز کے ذریعے بھی پڑتی ہے۔

لہٰذا غضِ بصر کی جدید صورتیں یہ ہیں:

کسی کی اجازت کے بغیر اس کی تصاویر دیکھنا

سوشل میڈیا پروفائلز (social med profiles) کو غیر ضروری طور پر stalk کرنا

نجی تصاویر یا ویڈیوز دیکھنا

hidden cameraاستعمال کرنا

دوسروں کیpersonal activitiesکوcuriosityکی نگاہ سےfollowکرنا

یہ سب "نگاہوں کو نیچا رکھنے" کے قرآنی حکم کے خلاف ہیں۔

آج کے دور میں ڈیجیٹل گیز(digital gaze) بھی وہی حیثیت رکھتی ہے جو قدیم زمانے میں براہِ راست نظر کی تھی۔

پرائیویسی کے تحفظ کا پہلا دروازہ نظر کی پاکیزگی

اسلام نے پرائیویسی کے تحفظ کے لیے قانون سازی سے پہلے کردار سازی کی۔

جدید دنیاprivacy lawsبناتی ہے،penaltiesمقرر کرتی ہے، مگر اسلام انسان کے اندرinner disciplineپیدا کرتا ہے۔

قرآن کہتا ہے:

پہلے اپنی نگاہ کو قابو میں رکھو۔

کیونکہ جب نگاہ پاک ہو گی تو:

تجسس ختم ہو گا

غلط خواہشات کم ہوں گی

دوسروں کی نجی زندگی محفوظ رہے گی

معاشرے میں احترام بڑھے گا

یہ ایکpreventive systemہے۔

"وَيَحْفَظُوا فُرُوجَهُمْ" اور ذاتی حدود کا تحفظ

آیت کا دوسرا حصہ فرماتا ہے:

"اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں"

یہ صرف جسمانی عفت کا حکم نہیں بلکہ ذاتی حدود اور نجی تقدس کے تحفظ کا مکمل اصول ہے۔

اسلام سکھاتا ہے کہ:

جس طرح انسان اپنی عزت اور جسمانی حرمت کی حفاظت کرے، اسی طرح دوسروں کی نجی حدود کا بھی احترام کرے۔ یہ mutual privacy کا اصول ہے۔ یعنی: اگر آپ اپنی privacy چاہتے ہیں تو دوسروں کی privacy کا بھی احترام کریں۔

آج کی دنیا visual overload کا شکار ہے۔

Social media feeds، short videos، intrusive content اور algorithm-based exposure انسان کی نگاہ اور فکر کو مسلسل متاثر کر رہے ہیں۔

اس ماحول میں غضِ بصر کا حکم انسان کو self-control اور ethical digital consumption سکھاتا ہے۔

ماڈرن سوسائٹی (Modern society) میں آیت کی عملی تطبیق

اگر اس آیت کو موجودہ دور میں نافذ کیا جائے تو:

سوشل میڈیا اسٹاکنگ (stalking) کم ہو گی

cyber harassment میں کمی آئے گی

لوگ دوسروں کی personal تصاویر اور معلومات کا احترام کریں گے

online misconduct کم ہو گا

معاشرے میں trust بڑھے گا

یہ آیت دراصل digital ethics کا بنیادی اصول ہے۔

نظر کی حفاظت پر احادیث

1)...راستوں میں بیٹھنے سے بچو

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''تم راستوں میں بیٹھنے سے بچو۔'' صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُم نے عرض کی: یارسولَ اللہ! صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم راستوں میں بیٹھے بغیر ہمارا گزارہ نہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں۔ ارشاد فرمایا: ''اگر راستوں میں بیٹھے بغیر تمہیں کوئی چارہ نہیں تو راستے کا حق ادا کرو۔'' صحابہ کرام رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُم نے عرض کی: راستے کا حق کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: ''نظر نیچی رکھنا۔ تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ نیکی کی دعوت دینا اور بُرائی سے منع کرنا۔''

(بخاری، کتاب المظالم والغصب، باب افنیۃ الدور والجلوس فیہا والجلوس علی الصعدات، ۲ / ۱۳۲، الحدیث: ۲۴۶۵)

(2)...ستر نہ دیکھو

حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، رسولُ اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''ایک مرد دوسرے مرد کے سُتر کی جگہ نہ دیکھے اور نہ عورت دوسری عورت کے ستر کی جگہ دیکھے اور نہ مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے اور نہ عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں برہنہ سوئے۔'' (مسلم، کتاب الحیض، باب تحریم النظر الی العورات، ص ۱۸۶، الحدیث: ۷۴ (۳۳۸))

(3)...پہلی نظر جائز ہے

حضرت بریدہ رَضِیَ اللہ تعالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور پُر نور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کَرَّمَ اللہ تعالٰی وَجْہَہُ الکریم سے فرمایا کہ ''ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ کرو (یعنی اگر اچانک بِلا قصد کسی عورت پر نظر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لے اور دوبارہ نظر نہ کرے) کہ پہلی نظر جائز ہے اور دوسری نظر جائز نہیں۔''

(ابوداود، کتاب النکاح، باب مایؤمر بہ من غض البصر، ج ۲، ص ۳۵۸، الحدیث: ۲۱۴۹)

(4)...نظرِ فجاء ہ

حضرت ابو امامہ رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضورِ اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو مسلمان کسی عورت کے حُسن و جمال کی طرف (بِلا ارادہ) پہلی بار نظر کرے، پھر اپنی آنکھ جُھکا لے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی عبادت کرنے کی توفیق دے گا جس کا وہ مزہ پائے گا۔“

(مسند امام احمد، مسند الانصار رضی اللہ عنہم، حدیث ابی امامۃ الباہلی۔۔۔ الخ، ۸ / ۲۹۹، الحدیث: ۲۲۳۴۱)

لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنی نگاہیں جھکا کر رکھا کرے اور جن چیزوں کو دیکھنا حرام ہے انہیں دیکھنے سے بچے۔ مزید ترغیب کے لئے امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا یہ کلام ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: نظر نیچی رکھنا دل کو بہت زیادہ پاک کرتا ہے اور نیکیوں میں اضافے کا ذریعہ ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر تم نظر نیچی نہ رکھو بلکہ اسے آزادانہ ہر چیز پر ڈالو تو بسا اوقات تم بے فائدہ اور فضول بھی اِدھر اُدھر دیکھنا شروع کر دو گے اور رفتہ رفتہ تمہاری نظر حرام پر بھی پڑنا شروع ہو جائے گی، اب اگر جان بوجھ کر حرام پر نظر ڈالو گے تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور عین ممکن ہے کہ تمہارا دل حرام چیز پر فریفتہ ہو جائے اور تم تباہی کا شکار ہو جاؤ، اور اگر اس طرف دیکھنا حرام نہ ہو بلکہ مباح ہو، تو ہو سکتا ہے کہ تمہارا دل (اس میں) مشغول ہو جائے اور اس کی وجہ سے تمہارے دل میں طرح طرح کے وسوسے آنا شروع ہو جائیں اور ان وسوسوں کا شکار ہو کر نیکیوں سے رہ جاؤ، لیکن اگر تم نے (حرام اور مباح) کسی طرف دیکھا ہی نہیں تو ہر فتنے اور وسوسے سے محفوظ رہو گے اور اپنے اندر راحت و نشاط محسوس کرو گے۔ (منہاج العابدین، تقوی الاعضاء الخمسۃ، الفصل الاول: العین، ص ۷۲-۷۳)

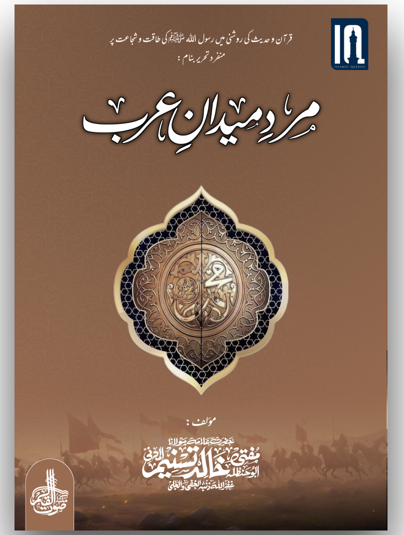

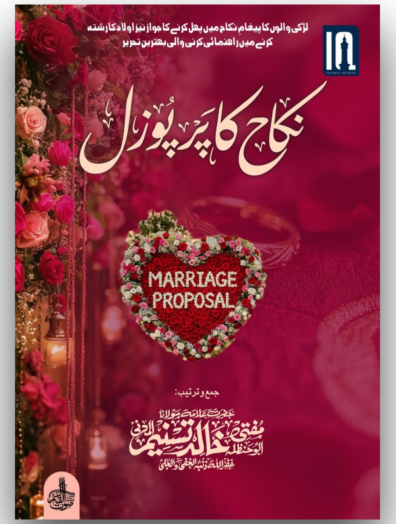

پرائیویسی (privacy) حدیث کی روشنی میں

موجودہ دور کو انفارمیشن (information) اور ڈیجیٹل (digital) دور کہا جاتا ہے۔ آج انسان کی زندگی کا بڑا حصہ سوشل (social) میڈیا، موبائل (mobile) فون، اور آن لائن (online) روابط سے وابستہ ہو چکا ہے۔ اس ترقی نے جہاں سہولتیں پیدا کی ہیں، وہیں پرائیویسی (privacy) کے مسائل بھی جنم دیے ہیں۔

آج لوگوں کی ذاتی زندگی میں بلا اجازت مداخلت، دوسروں کے موبائل (mobile) دیکھنا، ان کے پیغامات پڑھنا، خفیہ معلومات حاصل کرنا، یا کسی کی نجی زندگی کو ظاہر کرنا عام ہوتا جا رہا ہے۔

اسلام چونکہ مکمل ضابطۂ حیات ہے، اس لیے اس نے انسان کی نجی زندگی اور شخصی وقار کی حفاظت کے لیے واضح تعلیمات دی ہیں۔ جیسے اوپر ہم قرآن کی روشنی میں ایک انسان کی پرائیویسی (privacy) کی اہمیت پڑھ چکے ہیں ایسے ہی حدیثِ مبارکہ میں پرائیویسی (privacy) کی اہمیت کو بھی اجاگر کیا گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے پرائیویسی (privacy) کو محض ایک سماجی اصول نہیں بلکہ اخلاقی اور دینی ذمہ داری قرار دیا گیا ہے چنانچہ ہم یہاں چند احادیث موضوع کی مناسبت سے بیان کرتے ہیں

گھر میں جھانکنا

سنن ترمذی شریف میں ہے:

”عن أبي ذر، قال: قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: «من كشف سترا فأدخل بصره في البيت قبل أن يؤذن له فرأى عورة أهله فقد أتى حدا لا يحل له أن يأتيه، لو أنه حين أدخل بصره استقبله رجل ففقأ عينيه ما عيرت عليه، وإن مر الرجل على باب لا ستر له غير مغلق فنظر فلا خطيئة عليه، إنما الخطيئة على أهل البيت“

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس نے اجازت ملنے سے پہلے ہی پردہ ہٹا کر مکان کے اندر نظر کی اور گھر والوں کے سترِ کو دیکھا، اُس نے ایسا کام کیا جو اُس کیلئے حلال نہ تھا، حتّٰی کہ اس کے دیکھنے کے وقت اگر کوئی بڑھ کر اُس کی آنکھ پھوڑ دیتا تو اِس پر میں اُسے (یعنی

آنکھ پھوڑنے والے کو) شرم نہ دِلاتا اور اگر کوئی ایسے دروازے کے پاس سے گزرا جس پر کوئی پردہ نہیں تھا اور وہ کھلاہوا بھی تھا، لہٰذا اُس نے (بِلا قصد) دیکھا تو اُس پر گناہ نہیں بلکہ خطا گھر والوں کی ہے۔

(سنن الترمذی، ج 05، ص 63، مطبعۃ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر)

پیغام حدیث

یہ حدیث دفاعِ نفس اور دفاعِ حرمتِ خانہ (domestic privacy) کے اصول کو واضح کرتی ہے۔ یہاں مقصد آنکھ پھوڑنے کی ترغیب نہیں بلکہ یہ بتانا ہے کہ جو شخص خود کسی کے گھر کی حرمت پامال کرے، وہ اپنی حرکت کے نتائج کا خود ذمہ دار ہے۔

آج کی زبان میں یوں سمجھیں کہ اگر کوئی شخص کسی کے پرسنل اسپیس (personal space) میں غیر قانونی مداخلت کرے اور اسے قانونی یا سماجی ردِ عمل کا سامنا ہو تو اس کی ذمہ داری خود اسی پر ہوگی اسلام انسان کی عزت، اس کے گھر کے سکون اور نجی زندگی کے تحفظ کو بنیادی حق قرار دیتا ہے۔ گھر کسی شخص کی سب سے محفوظ پناہ گاہ ہوتا ہے، جہاں وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ بے تکلفی اور اطمینان سے رہتا ہے۔ اگر کوئی شخص بلا اجازت جھانکے تو وہ دراصل صرف ایک نظر نہیں ڈالتا بلکہ کسی کی نجی زندگی، اعتماد اور تحفظ کو مجروح کرتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اگر کوئی جھانکے اور اس کی آنکھ ضائع ہو جائے تو جھانکے جانے والے پر گناہ نہیں، اس بات کی شدت کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلام میں پرائیویسی (privacy) کی خلاف ورزی معمولی جرم نہیں بلکہ سنگین اخلاقی تعدی ہے چنانچہ مُفَسِّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحَنّان اس حدیث پاک کے الفاظ "اسے شرم نہ دلاؤں گا" کے تحت فرماتے ہیں: یعنی آنکھ پھوڑ دینے والے کو نہ تو کوئی سزا دوں گا نہ ملامت کروں گا کیونکہ یہاں قُصور اس جھانکنے والے کا ہے (یاد رہے!) احناف کے نزدیک یہ فرمانِ عالی ڈرانے دھمکانے کے لیے ہے ورنہ اس آنکھ پھوڑنے والے سے آنکھ کا قصاص ضَرور لیا جائے گا رب تعالیٰ نے فرمایا: اَلۡعَیۡنَ بِالۡعَیۡنِ، آنکھ تو آنکھ کے بدلے میں پھوڑی جاسکتی ہے نہ کہ تاک جھانک کے عوض۔ (مراۃ ج ۵ ص ۲۵۷)

پیکنگ (peeking) اور پرائیویسی

صحیح بخاری شریف میں ہے:

”عن أبي هريرة، قال: قال أبو القاسم صلى الله عليه و سلم: «لو أن امرأ اطلع عليك بغير إذن فخذفته بعصاة ففقأت عينه، لم يكن عليك جناح“

ترجمہ: حضرت سیدنا ابوہریرہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے۔(صحیح البخاری،ج09،ص11،دار طوق النجاۃ)

احادیثِ مذکورہ کا معنی و مفہوم محدثین کی نظر میں

امام بدر الدین العینی الحنفي المتوفی (855ھ) عمدۃ القاری شرح صحیح البخاري میں لکھتے ہیں

”إنما شرع الاستئذان لأجل أن لا يقع البصر على عورة أهل البيت و لئلا يطلع على أحوالهم۔۔۔ و هذا مخصوص بمن تعمد النظر و إذا وقع ذلك منه من غير قصد فلا حرج عليه“

ترجمہ: اجازت طلب کرنے کا حکم اس لئے ہے تاکہ اس کی نگاہ گھر والوں کے پردے کے مقامات پر نہ پڑ جائے اور اس لئے ہے تاکہ وہ ان کے احوال پر مطلع نہ ہو اور یہ ممانعت اس شخص کے ساتھ خاص ہے جو جان بوجھ کر نظر کرے اور اگر کسی کی نظر بغیر قصد پڑ جائے تو حرج نہیں۔

(عمدۃ القاری،ج22،ص239،دار احیاء التراث العربی)

اور مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں علامہ علی بن سلطان محمد ابوالحسن نور الدین المعروف ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری (المتوفی 1014) فرماتے ہیں:

”الظاهر أنه محمول على إرادة الزجر و التغليظ، كما هو مذهب أبي حنيفة في الحديثين“

ترجمہ: ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث زجر و سختی کے ارادے پر محمول ہے جیسا کہ یہی دونوں حدیثوں میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔(مرقاۃ المفاتیح،ج06،ص2298،دار الفکر،بیروت)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ""بغیر اجازت کسی کے گھر میں جھانکنا، وہاں بلا اجازت داخل ہو جانے کی طرح ہے، جیسے وہ ممنوع ہے ایسے ہی یہ ممنوع کہ اس میں گھر والوں کی بے پردگی ہے۔ اس عبارت سے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فرمان عالی ڈانٹ ڈپٹ جھڑک کے لیے ہے آنکھ پھوڑ دینے کی اجازت کے لیے نہیں کیونکہ کسی کے گھر میں بلا اجازت چلے جانے پر اس کا قتل یا آنکھ پھوڑ دینا جائز نہیں کر دیتا، جیسے جان جان کے عوض ہے ایسے ہی آنکھ آنکھ کے عوض۔" (مرآۃ المناجیح، ج05، ص252، نعیمی کتب خانہ)

آنکھ پھوڑنے کے متعلق اہم مسئلہ

کتب فقہ میں سے تبیین الحقائق اور رد المحتار میں ہے،

و اللفظ للرد: "وفي معراج الدراية: و من نظر في بيت إنسان من ثقب أو شق باب أو نحوه فطعنه صاحب الدار بخشبة أو رماه بحصاة ففقأ عينه يضمن عندنا. و عند الشافعي لا يضمن، لما روى أبو هريرة رضي الله تعالى عنه أنه عليه الصلاة و السلام قال «لو أن امرأ اطلع عليك بغير إذن فحذفته بحصاة و فقأت عينه لم يكن عليك جناح». و لنا قوله عليه الصلاة و السلام «في العين نصف الدية» و هو عام، و لأن مجرد النظر إليه لا يبيح الجناية عليه كما لو نظر من الباب المفتوح و كما لو دخل بيته و نظر فيه لم يجز قلع عينه؛ لأن قوله عليه الصلاة و السلام «لا يحل دم امرئ مسلم» الحديث يقتضي عدم سقوط عصمته، و المراد بما روى أبو هريرة المبالغة في الزجر عن ذلك" ترجمہ: اور معراج الدرایہ میں ہے کہ جس نے کسی انسان کے گھر میں دیوار یا دروازہ کے سوراخ سے یا اس کے علاوہ کسی اور طریقے سے جھانکا اور گھر والے نے اس کو لکڑی چبھو دی یا کوئی کنکر پھینکا جس سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی تو ہمارے نزدیک وہ ضامن ہو گا اور امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ضامن نہیں کیونکہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں تم سے اجازت لیے بغیر جھانک رہا ہو اور تم اسے کنکری مارو جس سے اس کی آنکھ پھوٹ جائے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہے جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آنکھ میں آدھی دیت ہے اور یہ فرمان عام ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ صرف اس کے گھر میں دیکھنا اس پر

جنایت کرنے کو مباح نہیں کر سکتا، جیسے کسی نے کھلے ہوئے دروازے سے دیکھا اور جیسے کوئی اس کے گھر میں داخل ہو گیا اور اس میں دیکھا تو اس کی آنکھ پھوڑنا جائز نہیں، کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ''کسی مسلمان کا خون حلال نہیں۔۔الخ اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کی عصمت ساقط نہیں ہو گی اور جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے تو اس فعل سے روکنے میں مبالغہ پر محمول ہے۔

(ردالمحتار، ج06، ص550، دارالفکر-بیروت)(تبیین الحقائق، ج06، ص110، دارالفکر-بیروت)

پیغام حدیث

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے پرائیویسی (privacy)، شخصی حدود اور گھریلو تقدس کے بارے میں نہایت واضح اصول بیان فرمائے ہیں۔ یہ تعلیمات صرف قدیم زمانے کے گھروں کے سوراخوں یا جھروکوں تک محدود نہیں بلکہ آج کے ڈیجیٹل (digital) دور میں بھی پوری قوت کے ساتھ قابلِ اطلاق ہیں

یاد رہے! اس حدیث شریف میں کسی کے گھر میں بلااجازت جھانکنے کی ممانعت آئی ہے، اور گھر والے کو اس سے روکنے کے لئے کنکر وغیرہ پھینکنے کی اجازت دی گئی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ظاہری معنی میں نہیں لیا، بلکہ اس کو مبالغۃً اور زجر (ڈانٹ اور شدت) پر محمول کیا ہے، تاکہ یہ حدیث دیگر احادیث سے متعارض نہ ہو، لھٰذا کسی کے لئے جائز نہیں ہو گا کہ وہ جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے۔

یہ اسی طرح ہے جس طرح ایک دوسری حدیث میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "میرا دل چاہتا ہے کہ چند نوجوانوں سے کہوں کہ وہ بہت سا ایندھن اکٹھا کر کے لائیں، پھر میں ان لوگوں کے پاس جاؤں جو بلا عذر گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور جا کر ان کے گھروں کو جلا دوں''، اس حدیث کی بنا پر کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہو گا کہ وہ جماعت میں نہ آنے والوں کے گھر جلا دے۔

البتہ مذکور حدیث کی بنا پر فقہاء احناف نے آنکھ پھوڑنے کے حکم میں تخفیف کی ہے، کیونکہ کہ عام حالات میں کسی کی آنکھ پھوڑنے پر قصاص کا حکم دیا جاتا ہے، یعنی قاضی آنکھ پھوڑنے والے کی آنکھ پھوڑنے کا حکم دیتا ہے،

نوٹ: احادیث میں مذکور حکم اصولی تنبیہ ہے، اسے انفرادی انتقام کا جواز نہیں بنایا جا سکتا۔ موجودہ معاشرتی و قانونی نظام میں ایسے معاملات متعلقہ قانون کے مطابق حل ہوں گے

اجازت لینے کا پرپس (purpose)

صحیح مسلم شریف میں ہے:

"عن ابن شهاب، أن سهل بن سعد الساعدي، أخبره أن رجلا اطلع في جحر في باب رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومع رسول الله صلى الله عليه وسلم مدرى يحك به رأسه، فلما رآه رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «لو أعلم أنك تنتظرني لطعنت به في عينك» وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «إنما جعل الإذن من أجل البصر"

ترجمہ: امام ابن شہاب سے مروی ہے، انہیں حضرت سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ نے خبر دی کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ کے ایک سوراخ سے اندر جھانکنے لگا۔ اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لوہے کا کنگھا تھا جس سے آپ سر میں کھجلی فرما رہے تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا تو فرمایا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم مجھے دیکھ رہے ہو تو میں اسے تمہاری آنکھ میں چبھو دیتا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلبِ اجازت کا حکم نگاہ کی حفاظت ہی کیلئے ہے۔

(صحیح مسلم، ج03، ص1698، دار إحياء التراث العربي، بيروت)

پیغامِ حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان:

"طلبِ اجازت کا حکم نگاہ کی حفاظت کیلئے ہے"

یہ جملہ اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول ہے۔ اجازت لینے کا مقصد صرف دروازہ کھلوانا نہیں بلکہ یہ یقینی بنانا ہے کہ گھر والا مناسب حالت میں ہو۔

آج کل ویڈیو کال (video call) اچانک کر دینا، بغیر اطلاع گھر آ جانا، یا کسی کے آن لائن (online) اسٹیٹس کو بنیاد بنا کر فوری جواب کا مطالبہ کرنا بھی اسی آداب کے خلاف ہے

اسلام نے چودہ سو سال پہلے وہ اصول دے دیے جو آج دنیا ڈیٹا پروٹیکشن (data protection) اور پرائیویسی رائٹس (privacy rights) کے نام سے سمجھ رہی ہے۔

ایک مسلمان کیلئے ضروری ہے کہ:

لوگوں کی نجی زندگی کا احترام کرے۔

اجازت کے بغیر کسی کی معلومات نہ دیکھے۔

بچوں کو بھی یہ آداب سکھائے۔

سوشل میڈیا پر دوسروں کی نجی تصاویر یا معلومات بھی شیئر نہ کرے۔

عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُ کا نظریہ پرائیویسی

حضرت سیّدُنا عبدُاللہ بن عُمر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُما اپنے ایک مصاحِب کے ساتھ کسی شخص کے گھر تشریف لے گئے۔ جب اس کے گھر میں داخِل ہوئے تو ان کا رفیق اِدھر اُدھر دیکھنے لگا تو حضرتِ سیّدُنا ابنِ عمر رَضِیَ اللہ تعَالٰی عَنْہُما نے فرمایا: اگر تیری دونوں آنکھیں پھُوٹی ہوئی ہوتیں تو تیرے لئے بہتر تھا۔

(الادب المفرد، ص ۳۳۳، حدیث: ۱۳۰۵)

پَرمیشن (permission) اور پرائیویسی (privacy)

اپنے ہی گھر میں پرائیویسی کا اہتمام

اجازت طلب کرنا ایک ایسا بلند ادب ہے جو گھروں کی رازداری (پرائیویسی) کی حفاظت کرتا ہے اور ایسے معاملات کی بھی جو کہ عظمت و عفت کے لئے ہیں جنہیں اہل خانہ باپردہ رکھنا چاہتے ہیں استئذان انہی اشیاء و معلومات کی حرمت کو برقرار رکھتا ہے ان میں انسانی جسم سرفہرست ہے اس کے علاوہ بہت سی اشیاء ایسی بھی ہیں جنہیں انسان چھپانا چاہتا ہے جن میں کھانا پینا، کپڑے وغیرہ اور گھریلو اشیاء بھی شامل ہیں جن پر اچانک نظر پڑے تو ناگواری محسوس ہوتی ہے اور یہ تمام باتیں انسانی ذہن اور نفسیات سے تعلق رکھتی ہیں جن کا اثر انسانی

معاشرے اور خاندانی زندگی پر پڑ سکتا ہے، ہم میں سے کتنے ہیں جن کو یہ پسند نہیں کہ کوئی انہیں کمزوری کی حالت میں روتے ہوئے، یا غصہ کی حالت میں دیکھ لے، کتنے لوگوں کو پسند نہیں کہ کوئی انہیں نامناسب لباس میں دیکھے۔ اس طرح آداب استئذان شکوک وشبہات بدزبانیوں اور تہمت واوہام کو روکنے کا مؤثر ذریعہ ہے جو کہ میاں بیوی یا گھر کے دوسرے افراد کی زندگی میں تفریق وبربادی کا باعث بن جاتے ہیں۔ جو کہ بچوں کی تربیت پر اثر انداز ہو جاتے ہیں اور کبھی ان کی یتیمی کا باعث بھی بن جاتے ہیں۔ ان تمام باتوں کا ایک ہی محور ہے اور وہ ہے انسان کی نظر۔ چنانچہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ کیا میں گھر میں داخل ہونے سے پہلے اپنی والدہ سے بھی اجازت لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں اجازت لو، صحابی نے عرض کیا کہ میں ان کے ساتھ رہتا ہوں تب بھی اجازت لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا تم ان سے اجازت لو، پھر صحابی نے عرض کیا کہ میں ان کا خادم ہوں، تب بھی اجازت لوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم چاہتے ہو کے اپنی والدہ کو برہنہ حالت میں دیکھو؟ تو صحابی نے کہا: نہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر آپ اجازت لو۔

(مرقاۃ المفاتیح: کتاب الآداب باب الاستئذان ج نمبر ۷ ص نمبر ۲۹۶۲، دار الفکر)

ایک اور حدیث پاک میں ہے سیِّدُ الْمُبَلِّغِین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِین، خَاتَمُ الْمُرسَلِین، رَحمَۃٌ لِّلعٰلَمِین، شَفِیعُ الْمُذْنِبِین، اَنِیسُ الغَرِیبِین ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا اسْتَاْذَنَ اَحَدُكُمْ ثَلَاثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ

ترجمہ: جب کوئی تین بار اجازت مانگ لے اور اسے اجازت نہ ملے تو وہ واپس چلا جائے۔

(بخاری، 4 / 170، حدیث: 6245)

ڈیئر قارئین! پتا چلا کہ کسی کے گھر میں بغیر اجازت داخل نہیں ہونا چاہئے، بعض لوگ اپنے دوست یا کسی رشتے دار کے گھر جاتے ہیں تو بغیر اجازت گھر میں داخل ہو جاتے ہیں، اگر دروازہ اندر سے Lock ہوتا ہے تو زور زور سے دروازہ بجاتے ہیں، بار بار Door Bell بجاتے ہیں، گھر کے اندر جھانکتے ہیں، آوازیں لگاتے ہیں جو کہ اچھی بات نہیں ہے۔

لہذا جب بھی کسی کے گھر جائیں تو گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے لئے مناسب انداز سے Door Bell بجائیں یا دروازہ کھٹکھٹائیں، اگر گھر کے اندر سے کوئی پوچھے: کون ہے؟ تو "میں ہوں" یا "دروازہ کھولو" کہنے کے بجائے اپنا نام بتائیے، گھر میں داخل ہونے کی اجازت مل جائے تو سلام کرتے ہوئے داخل ہوں۔

قیامت والے دن پرائیویسی کا اہتمام

عن انس قال: قال رسول اللہ ﷺ: یدعی الناس یوم القیامۃ بامہاتھم سترا من اللہ عز وجل علیھم۔

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ کی طرف سے پردہ پوشی کے بسبب لوگوں کو ان کی ماؤں کی نسبت سے پکارا جائے گا۔(الکامل فی ضعفاء الرجال:559/1)

اس روایت سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کو ماں کے نام سے پکارا جائے گا۔ اگرچہ اس حدیث کی سند میں کلام ہے مگر قطع نظر اس کے صرف یہ دیکھا جائے کہ بروز قیامت لوگوں کو ماں کی طرف نسبت کرکے پکارنے کی ایک اہم وجہ انسان کی رازداری پرائیویسی کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے تاکہ اولادِ زنا کی سب کے سامنے رسوائی نہ ہو چنانچہ اعلی حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا کہ روز قیامت شان ستاری جلوہ فرمائے گی، اور لوگ اپنی ماؤں کی طرف نسبت کرکے پکارے جائیں گے (احکام شریعت 2)۔
لہذا یہ کہا جائے گا بروز قیامت بعض مقامات پر، اولاد کو باپ کی طرف نسبت کرکے بلایا جائے گا، جہاں مقصود، اولاد کے نسب کی شہرت ہو، اور بعض مقامات پر ماں کی طرف نسبت کرکے پکارا جائے گا، جہاں شان ستاری، ماں کے جرم کو، لوگوں سے چھپانا چاہے گی تاکہ وہاں کسی کے روبرو، ماں یا اس کی اولاد کی فضیحت ورسوائی نہ ہو۔ ہو سکتا ہے کہ یہ داخلہ ء جنت کے بعد ہو، اور وہ میدان محشر میں۔"

(فتاوی خلیلیہ، ج03، ص173۔ 174، مطبوعہ: ضیاء القرآن)

چغلی اور پرائیویسی

محبوب رب ذوالجلال، صاحب جودو نوال ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ

یعنی چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

(بخاری، کتاب الادب، باب مایکرہ من النمیمۃ، الحدیث ۶۰۵۶، ص ۵۱۲)

بیان کردہ حدیث مبارکہ کے تحت حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: قَتّات وہ شخص ہے جو دو مخالفوں کی باتیں چھپ کر سُنے اور پھر انہیں زیادہ لڑانے کے لیے ایک کی بات دوسرے تک

پہنچائے اگر یہ شخص ایمان پر مرا تو جنت میں اولاً نہ جائے گا بعد میں جائے تو جائے، اگر کفر پر مرا تو کبھی وہاں نہ جائے گا۔(مر آۃ المناجیح،۶/۴۵۲، ملخصا)

یہ حدیث بظاہر چغلی اور بدگوئی کی مذمت بیان کرتی ہے، مگر اس کے اندر پرائیویسی (privacy) اور انسانی رازداری کے تحفظ کا ایک نہایت گہرا پیغام موجود ہے۔ کیونکہ چغلی کا بنیادی منبع اکثر دوسروں کے معاملات میں ناجائز مداخلت، ان کی پوشیدہ باتوں کی ٹوہ لگانا اور پھر انہیں دوسروں تک پہنچانا ہوتا ہے۔

اسلام نے انسانی عزت کی حفاظت کیلئے زبان، نظر اور سماعت تینوں پر پابندیاں عائد کیں۔ چغل خور انسان عموماً دوسروں کی نجی گفتگو سننے، ذاتی معاملات جاننے اور انہیں آگے پھیلانے کا عادی ہوتا ہے۔ یہ عمل صرف اخلاقی کمزوری نہیں بلکہ کسی کی پرائیویسی (privacy) پر حملہ ہے

گویا کہ یہ حدیث ہمیں بتاتی ہے کہ جنت کا راستہ صرف عبادات سے نہیں بلکہ لوگوں کے اعتماد اور ان کی پرائیویسی (privacy) کی حفاظت سے بھی جڑا ہوا ہے۔ جو شخص دوسروں کے راز محفوظ رکھتا ہے، وہ معاشرے میں امن، اعتماد اور محبت کو فروغ دیتا ہے، جبکہ چغل خور ان بنیادوں کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ اسلام ایک ایسا معاشرہ چاہتا ہے جہاں ہر فرد خود کو محفوظ، محترم اور بااعتماد محسوس کرے

چغلی کسے کہتے ہیں؟

پرائیویسی کا مطلب ہے کسی انسان کی ذاتی زندگی، گھریلو معاملات، باہمی گفتگو اور نجی معلومات کا احترام۔ جب کوئی شخص کسی کی بات خفیہ طور پر سن کر یا جان کر دوسروں تک پہنچاتا ہے تو وہ دراصل اس شخص کے اعتماد کو توڑتا ہے چنانچہ

امام نَوَوِی علیہ الرحمہ سے منقول ہے: کسی کی بات نقصان پہنچانے کے ارادے سے دوسروں کو پہنچانا چُغلی ہے۔ (عمدۃ القاری،۲/۵۹۸، تحت الحدیث:۲۱۸)

چغلی کی تعریف (Defination) یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کے لئے ایک کی بات دوسرے تک پہنچانا۔(الزواجر عن اقتراف الکبائر، الباب الثانی، الکبیرۃ الثانیۃ والخمسون بعد المائتین: النمیمۃ،۲/۴۶)

آج چغلی صرف مجلسوں تک محدود نہیں رہی بلکہ ڈیجیٹل (digital) شکل اختیار کر چکی ہے۔ مثلاً:

کسی کی ذاتی چیٹ (chat) کا اسکرین شاٹ دوسروں کو بھیجنا

پرائیویٹ میسج (message) لیک کرنا

واٹس ایپ گروپس میں کسی کی ذاتی بات پھیلانا

ایک شخص اگر کسی کی ذاتی گفتگو کو فارورڈ (forward) کر دیتا ہے تو وہ محض ایک بٹن نہیں دباتا بلکہ ایک اعتماد توڑتا ہے اور اس کی پرائیویسی (privacy) کو بریک (break) کرتا ہے

عیب چھپانا

کسی انسان کی عزت، اس کے عیوب کی پردہ پوشی، اور اس کی پرائیویسی (privacy) کی حفاظت محض سماجی آداب نہیں بلکہ عظیم دینی فریضہ ہے۔ اسلام صرف یہ نہیں سکھاتا کہ دوسروں کے راز تلاش نہ کرو، بلکہ یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ اگر کسی کا پوشیدہ عیب یا کمزوری معلوم ہو جائے تو اسے چھپانا اجر عظیم کا باعث ہے

چنانچہ رَسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِرشاد فرمایا:

مَنْ رَأٰى عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ أَحْيَا مَوْءُودَةً مِّنْ قَبْرِهَا

ترجمہ: جو کسی کا پوشیدہ عیب دیکھے پھر اُسے چُھپالے تو وہ اُس شخص کی طرح ہے جس نے زندہ دَفنائی گئی بچّی کو قبر سے نکال کر اُس کی جان بچالی۔ (مسند امام احمد، 6/126، حدیث: 17334)

پیغام حدیث

یہ تشبیہ غیر معمولی ہے۔ زندہ دفن بچی کو بچانا ایک جان بچانے کے مترادف ہے، اور کسی کی پردہ پوشی کو اس کے برابر قرار دینا اس بات کی دلیل ہے کہ کسی کی عزت اور سماجی وقار کی حفاظت بھی گویا ایک زندگی بچانا ہے۔

آج کے دور میں کسی کی ذاتی غلطی، کمزوری یا لغزش کو سوشل میڈیا (social media) پر پھیلا دینا بعض اوقات اس کیلئے سماجی موت بن جاتا ہے۔ ایک تصویر، ایک ویڈیو (video) یا ایک ذاتی میسج (message) کے افشاں ہونے سے کسی کی عزت، رشتہ، ملازمت اور ذہنی سکون تباہ ہو سکتا ہے۔

اس حدیث کا پیغام یہ ہے کہ اگر تمہیں کسی کی کمزوری معلوم ہو جائے تو اسے پھیلانے کے بجائے چھپاؤ، کیونکہ یہی حقیقی انسانیت اور اسلامی اخلاق ہے

پردہ پوشی کی فضیلت

نبیِ مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: جو اپنے بھائی کی پَردہ پوشی کرے گا اللہ پاک قیامت کے دِن اُس کی پَردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی کا راز کھولے گا اللہ پاک اُس کا راز ظاہِر کر دے گا یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رُسوا ہو جائے گا۔ (ابن ماجہ، 3/219، حدیث: 2546)

یہ حدیث ایک عظیم اصولِ مکافات بیان کرتی ہے: جس طرح تم دنیا میں دوسروں کی عزت بچاؤ گے، اللہ تعالیٰ آخرت میں تمہاری عزت محفوظ فرمائے گا۔

ہر انسان خطا کا پتلا ہے۔ کسی سے غلطی، لغزش یا کمزوری ہو سکتی ہے۔ اگر معاشرے میں ہر شخص دوسروں کی کمزوریاں اچھالنے لگے تو اعتماد ختم ہو جائے گا۔

یہی اصول آج ڈیجیٹل (digital) دنیا میں اور زیادہ اہم ہے، کیونکہ اب راز چھپتے نہیں بلکہ لمحوں میں ہزاروں لوگوں تک پہنچ جاتے ہیں

قِیامت کے روز عیب پوشی

ایک اور حدیثِ پاک میں اِرشاد فرمایا:

مَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

ترجمہ: جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے تو اللہ پاک قِیامت کے روز اُس کی عیب پوشی فرمائے گا۔

(بخاری، 2/126، حدیث: 2442)

اِس حدیثِ پاک کے تحت حکیمُ الاُمّت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یعنی اگر کوئی حیادار آدمی ناشائستہ حرکت خُفیہ کر بیٹھے پھر پچھتائے تو تم اسے خُفیہ (طور پر) سمجھا دو کہ اس کی اِصلاح ہو جائے، اُسے بدنام نہ کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ قِیامت میں تمہارے گناہوں کا حساب خُفیہ ہی لے لے گا تمہیں رُسوانہ کرے گا۔ ہاں! جو کسی کی اِیذا کی خفیہ تدبیریں کر رہا ہو یا خفیہ حرکتوں کا عادی ہو چکا ہو اُس کا اِظہار

ضرور کردو تاکہ وہ شخص ایذا (یعنی تکلیف) سے بچ جائے یا یہ توبہ کرے، یہ قیدیں ضرور خیال میں رہیں۔ غرضکہ صرف بدنامی سے کسی کو بچانا اچھا ہے مگر اس کے خُفیہ ظلم سے دوسرے کو بچانا یا اُس کی اِصلاح کرنا بھی اچھا ہے، یہ فرق خیال میں رہے۔ یہاں (صاحبِ) مرِقات نے فرمایا کہ جو مسلمان کی ایک عیب پوشی کرے رب تعالیٰ اس کی سات سو عیب پوشیاں کرے گا۔ ([مراٰۃ المناجیح،6/551])

یہ حدیث بتاتی ہے کہ اسلام کا مطلوب معاشرہ وہ ہے جہاں لوگ ایک دوسرے کی نگرانی نہیں بلکہ خیر خواہی کریں۔

پرائیویسی کے اعتبار سے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کی ذاتی زندگی میں کوئی کمزوری یا غلطی نظر آ جائے تو ہمارا فرض یہ نہیں کہ اسے عام کریں، بلکہ اصلاح کی نیت سے تنہائی میں نصیحت کریں

اس کے راز کو محفوظ رکھیں

اسے رسوا نہ کریں

اس کی تذلیل سے بچیں

اسلام پبلک شیمِنگ (public shaming) کی حوصلہ شکنی کرتا ہے۔ کیونکہ عزت نفس کو مجروح کرنا انسان کو مزید گناہ یا مایوسی کی طرف دھکیل سکتا ہے

بیوی کے سیکریٹ (Secret) ظاھر نہ کرنا

میاں بیوی کے درمیان ہم بستری سے متعلق باتوں کو افشا کرنے کی ممانعت ہے۔

جیسے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"إِنَّ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ، عَنْدَ اللَّهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ الرَّجُلَ يُفْضِي إِلَى امْرَأَتِهِ وَتُفْضِي إِلَيْهِ، ثُمَّ يَنْشُرُ سِرَّهَا

(روزِ قیامت اللہ تعالی کے ہاں بدترین مقام اس شخص کا ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس خلوت اختیار کرے اور بیوی اپنے خاوند کے ساتھ خلوت اپنائے اور پھر وہ شخص بیوی کے راز افشا کردے)۔

(صحیح مسلم، رقم الحدیث 1437 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"میاں بیوی کے درمیان لطف اندوزی کے متعلق امور کی تفصیلات کو افشا کرنے کی حرمت اس حدیث میں بیان ہوئی ہے، یا بیوی کی طرف سے اس دوران ہونی والی باتیں یا افعال وغیرہ کو بیان کیا جائے یہ بھی حرام ہے"

شرح صحیح مسلم: (9/10)

صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اور پرائیویسی (Privacy)

جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ کی بیٹی (حفصہ رضی اللہ عنہا) جو کہ ام المومنین بھی ہیں وہ جب بیوہ ہوئیں تو سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے ان کا رشتہ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالی عنہ کو پیش کیا، تو انہوں نے یہ کہہ کہ معذرت کر لی کہ: "ابھی میرا نکاح کرنے کا ارادہ نہیں ہے" اور رشتہ قبول نہیں کیا، اس کے بعد یہ رشتہ انہوں نے جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کو پیش کیا، جناب ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے اس رشتے کے بارے میں کوئی تبصرہ نہیں کیا، نہ اقرار کیا اور نہ انکار بلکہ خاموش رہے۔ اب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ اس پر ناراض ہوئے، تو کچھ دنوں کے بعد نبی ﷺ نے حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کیا، تو اس وقت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا:

أَنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ ذَكَرَهَا فَلَمْ أَكُنْ لِأُفْشِيَ سِرَّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ تَرَكَهَا لَقَبِلْتُهَا

"ترجمہ: نبی ﷺ نے (مجھ سے) حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا تھا (مجھ سے مشورہ لیا تھا کہ میں ان سے نکاح کرلوں) اور میں نبی ﷺ کا راز فاش نہیں کر سکتا تھا۔ (اگر نبی ﷺ نکاح کر لیتے ہیں تو ٹھیک ہے) اور اگر آپ ﷺ حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کا ارادہ چھوڑ دیتے تو بے شک میں ان سے نکاح کر لیتا"

(صحیح بخاری: 4005)

یہ بات انہوں نے بتائی نہیں جب تک نبی ﷺ نے ان سے نکاح نہیں کر لیا۔ تو یہ بھی راز کی حفاظت کا ایک طریقہ ہے۔

فاطمہ زہرہ رَضِیَ اللّٰہ تعَالٰی عَنْہا اور پرائیویسی (Privacy)

نبی ﷺ کی وفات کے قریب نبی ﷺ کے پاس ان کی ازواج موجود تھیں اور اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا (جو نبی ﷺ کی بیٹی ہیں) آئیں اور ان کی چال نبی ﷺ کی چال کی طرح تھی، جب وہ تشریف لائیں تو نبی ﷺ نے انکو خوش آمدید کہا اور انکو اپنے پاس بٹھالیا اور پھر ان سے ایک راز کی بات کہی تو وہ رونے لگیں، پھر نبی ﷺ نے جب دیکھا کہ یہ رو رہی ہیں تو ایک اور راز کی بات کہی تو وہ مسکرانے لگیں، تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ سے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہی ہیں جبکہ آپ کی خصوصیت اور فضیلت تو یہ ہے کہ نبی ﷺ نے آپ سے راز کی بات کہی ہے، تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِرَّهُ

ترجمہ: میں نبی ﷺ کا راز نہیں کھول سکتی

پھر جب نبی ﷺ کی وفات ہو گئی تو وفات کے بعد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پھر اصرار کیا کہ آپ مجھے بتائیں کہ آپ ﷺ نے کیا بات کہی تھی، تو انہوں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) نے کہا کہ ہاں! اب میں بتاسکتی ہوں کہ وہ بات کیا تھی، فرماتی ہیں: پہلی بات جو کہی تھی وہ یہ تھی کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"جبرائیل علیہ السلام ہر سال میرے ساتھ قران کا دور (دہرائی) کرتے ہیں اس سال جبرائیل علیہ السلام نے دو مرتبہ میرے ساتھ قران کا دور کیا ہے اور میرا یہ خیال ہے کہ یہ میری موت کے قریب ہونے کی علامت ہے یعنی میں موت کے قریب ہو چکا ہوں تو لہذا آپ میری موت کے بعد جزع اور فزع (رونا دھونا) نہیں کرنا بلکہ صبر کا مظاہرہ کرنا" اس کو سن کر میں روئی تھی اور جس بات کو سن کر میں مسکرائی تھی وہ یہ تھی کہ:

يَا فَاطِمَةُ، أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ

"اے فاطمہ! کیا تمہیں یہ بات اچھی نہیں لگتی کہ آپ مومنین کی عورتوں کی سردار ہوں گی"

(صحیح بخاری:6285)

تو اس حدیث کے اندر بھی جہاں اور بہت سی باتیں ہیں وہاں یہ کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وہ بات نبی ﷺ کی زندگی میں نہیں بتائی بلکہ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بتائی۔

رازداری کی اہمیت

راز کی حفاظت کسی بھی انسان/سماج اور قوم کی سب سے بڑی طاقت ہوا کرتی ہے۔رسول کریم ﷺ ایک مثالی معاشرہ تشکیل دینے کے لیے تشریف لائے تھے اس لیے آپ نے اس محاذ پر بھی امت کی بہترین رہنمائی فرمائی ہے،راز کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آپ ارشاد فرماتے ہیں:

إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة

"جب تم میں سے کوئی آدمی بات بیان کرے پھر (اسے راز میں رکھنے کے لئے) دائیں بائیں دیکھے تو وہ بات تمہارے پاس امانت ہے۔" (سنن ترمذی رقم الحدیث 1959)

دوسرے مقام پر یوں فرماتے ہیں:

استعينوا على قضاء حوائجكم بالكتمان فإن كل ذي نعمة محسود

لوگوں سے چھپا کر اپنے مقاصد کی کامیابی پر مدد طلب کرو کیوں کہ ہر نعمت والا حسد کیا جاتا ہے۔

(رواہ الطبرانی فی الصحیح:943)

مذکورہ روایات میں دو اہم نکتوں کی نشان دہی کی گئی ہے:

1-راز امانت ہے۔

2-رازداری کامیابی کی بنیاد ہے۔

پہلی روایت کا تعلق انسانوں کے اس طبقے سے ہے جس کا اپنا تو کوئی راز نہیں ہوتا لیکن اس پر اعتماد کرتے ہوئے اسے راز میں شریک کر لیا جاتا ہے۔اس انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ راز کو امانت سمجھے اور کسی طرح کی خیانت نہ کرے اگر خیانت کی تو دنیا میں اپنا بھرم کھوئے گا اور آخرت میں اللہ کو جواب دہ ہوگا۔
دوسری روایت کا تعلق ان انسانوں سے ہے جو کسی اہم کام کی تکمیل میں جٹے ہیں،انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بنیادی مقاصد کو ہر کس و ناکس سے کہتے نہ پھریں بلکہ بہ کمال حکمت مقاصد کو پوشیدہ رکھیں،پھر لوگوں سے

مقاصد کے حصول کے لیے مدد طلب کریں، کہیں ایسا نہ ہو کہ مقاصد ظاہر ہو جانے سے سب کچھ ابتدا میں ہی ختم ہو جائے۔

حضرت انس رَضِیَ اللّٰہ تَعَالٰی عَنْہُ اور پرائیویسی (Privacy)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ کھیل رہا تھا بچوں کے ساتھ تو نبی ﷺ نے مجھے سلام کیا اور مجھے ایک کام سے بھیجا، جب میں کام سے گیا تو واپسی میں میں مجھے تاخیر ہو گئی اپنی والدہ کے پاس لوٹنے میں، جب میں آیا تو انہوں نے پوچھا کہ کیوں دیر ہو گئی، تو میں نے کہا کہ:

قُلْتُ بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ، قَالَتْ: مَا حَاجَتُهُ؟ قُلْتُ: إِنَّهَا سِرٌّ، قَالَتْ: لَا تُحَدِّثَنَّ بِسِرِّ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدًا

"ترجمہ: مجھے نبی ﷺ نے ایک کام سے بھیجا تھا۔ ان کی والدہ نے پوچھا: کیا کام؟ انہوں نے کہا: یہ تو راز کی بات ہے یہ راز ہے (میں بتا نہیں سکتا کہ کس کام سے بھیجا تھا)، تو ان کی والدہ نے (بھی ان کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے) کہا کہ: نبی ﷺ کے راز کسی کو نہیں بتانا۔"

(صحیح بخاری:6378)

یعنی یہ تم نے راز کی حفاظت کر کے بہت اچھا کام کیا۔ پھر انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے شاگرد ثابت البنانی کو کہتے ہیں:

قَالَ أَنَسٌ: وَاللهِ لَوْ حَدَّثْتُ بِهِ أَحَدًا لَحَدَّثْتُكَ يَا ثَابِتُ

یعنی اگر میں کسی کو بتاتا وہ راز تو میں آپ کو ضرور بتا دیتا

یعنی انہوں نے بعد میں بھی کسی کو نہیں بتایا کہ نبی ﷺ نے انکو کس کام سے بھیجا تھا، یعنی انہوں نے اس راز کی اس قدر حفاظت کی کہ اپنے شاگرد کو بھی نہیں بتایا کہ وہ کون سی بات تھی۔

تو اس میں ہمارے لیے جو درس ہے وہ یہی ہے کہ راز کی حفاظت کرنا انسان کے اعلی اخلاق سے متصف ہونے کی ایک علامت ہے۔

یہاں پر ایک بات اور میں ذکر کروں گا کہ راز کی حفاظت کرنے میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان لوگوں کی نجی زندگی میں زیادہ دلچسپی نہ لے، لوگوں کے نجی امور ہوتے ہیں، جیسے: وہ کیا کر رہے ہیں، کہاں جا رہے ہیں، کہاں سے آ رہے ہیں، کون کتنا کماتا ہے، کس کی کتنی تنخواہ ہے تو اس طرح کے امور بھی راز ہوتے ہیں لہذا

لوگوں سے یہ باتیں اگلوانا اور یہ باتیں پوچھتے رہنا اور اس میں دلچسپی لینا یہ بھی ان کے راز میں دخل اندازی کے مترادف ہے تو اس سے بھی بچنا چاہیے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ جو کچھ بیان کیا اللہ تعالی سمجھنے کی اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

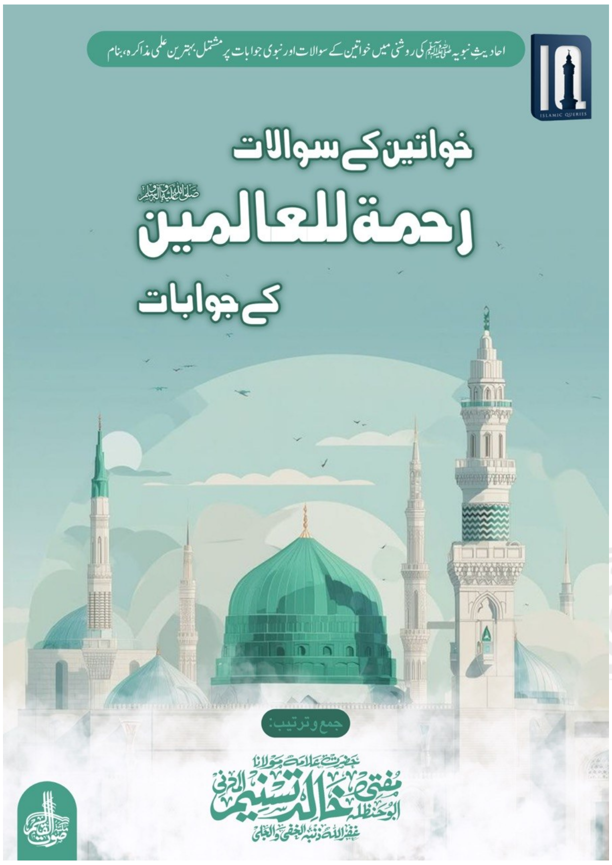

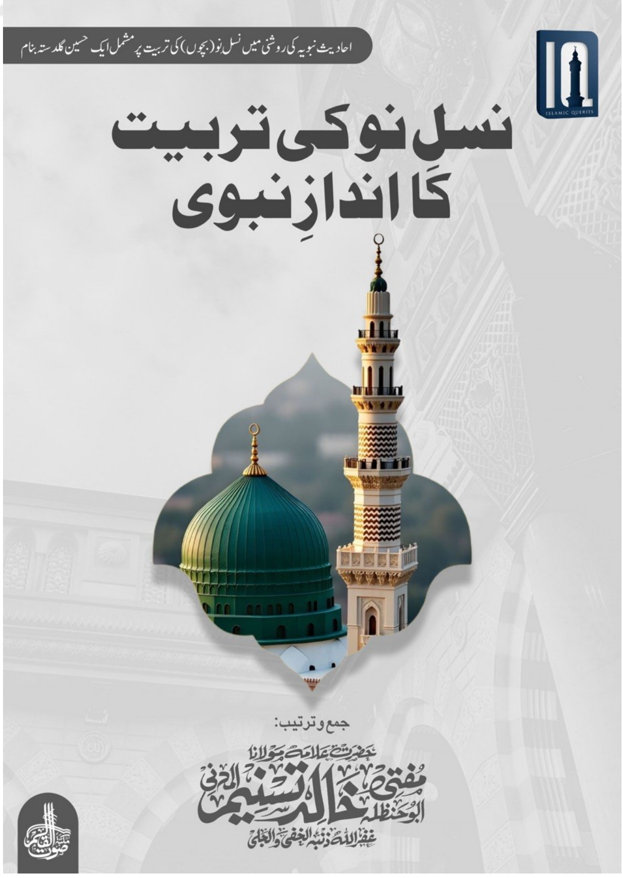

خالد تسنیم مدنی کی دیگر تالیفات

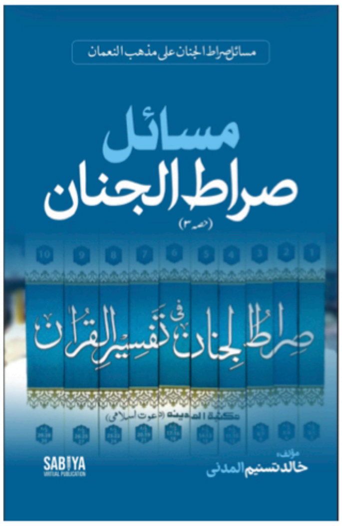

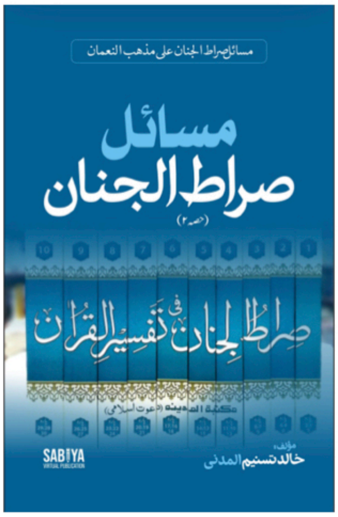

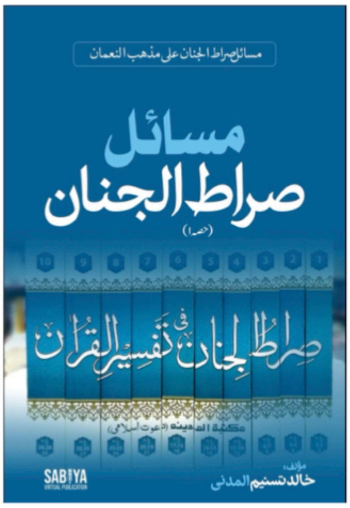

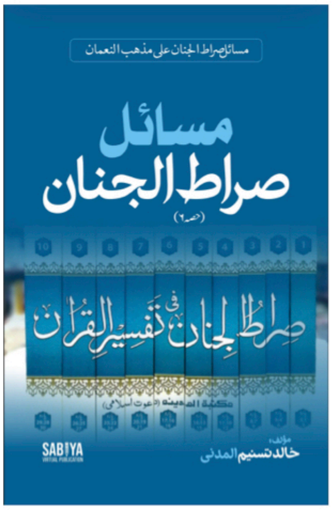

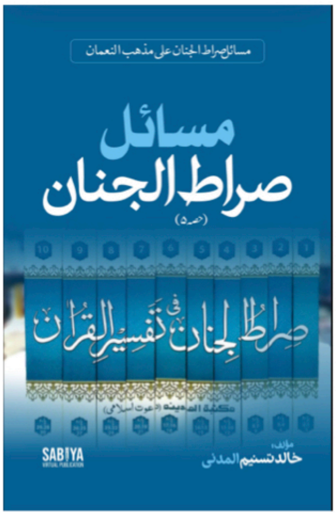

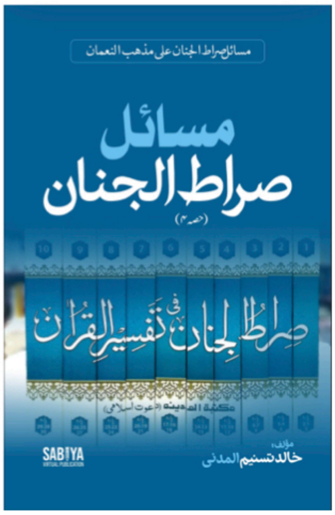

مصنف کی دیگر کتب
الرُّقيةُ الشرعيةُ
AR-RUQYA-TUSH SHAREIYYAH
مزاجِ تسنیم
Happy وائف
Happy لائف
قدم بقدم سوئے حرم
باب صدقة الفطر
ایام معدودات
اور آپ کے سوالات
تسنیم الفتاوی
حدیثِ نبوی کا پیغام
دورِ حاضر کے نام
الاحكام الفقهية في بيان التسمية
تسمیہ کی احکام شرعیہ
باب الاعتکاف
ایام معدودات
اور آپ کے سوالات